ماہنامہ

حکمت بالغہ

فروری2012

مدیر: انجینئر مختار حسین فاروقی

قرآن اکیڈمی

جھنگ پاکستان

فون اور فیکس:-0092-47-77628261

ای میل:hikmabaalgha@yahoo.com

ویب سائٹ:

http://www.hikmatbaalgha.com

http://www.hamditabligh.net

فروری

2012ء

ماھنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا (ترمذی)
حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حق دار ہے

مشمولات

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	سورۃ نوح	3
2	حرفِ آرزو	انجینئر مختار فاروقی	6
3	نفاذ شریعت کے رہنما اصولوں کے حوالے سے 55 علماء کرام کے متفقہ 15 نکات		10
4	قرآن مجید کی پانچ بنیادی اصطلاحات اَلصَّلٰوۃ (5) حصہ دوم	انجینئر مختار فاروقی	19
5	صہیونیت 2000 کے بعد	انجینئر مختار فاروقی	33
6	یاجوج وماجوج کی یلغار	انجینئر مختار فاروقی	45
7	تبصرہ وتعارف کتب		63

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

سورۃ نوح (71) آیات 01-10

سورۃ نوح میں شروع سے لے کر آخر تک اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اختصار لیکن جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت نوح علیہ السلام کو رسالت کے منصب پر مامور فرمایا اس وقت کیا خدمت ان کے سپرد کی گئی تھی۔ پھر انہوں نے اپنی دعوت کا آغاز کس طرح کیا اور اپنی قوم کے سامنے کیا بات پیش کی۔ پھر انہوں نے مدتہائے دراز (950 سال) تک دعوت و تبلیغ کی زحمتیں اٹھانے کے بعد جو رُوداد اپنے رب کے حضور پیش کی، وہ بیان کی گئی ہے اس میں وہ عرض کرتے ہیں کہ کس کس طرح انہوں نے اپنی قوم کو راہِ راست پر لانے کی کوششیں کیں اور قوم نے ان کا مقابلہ کس ہٹ دھرمی سے کیا۔

صدیوں تک انتہائی صبر آزما حالات میں تبلیغ کا فریضہ کماحقہٗ انجام دینے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے بالآخر اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہو کر عرض کی کہ ''اے اللہ! یہ قوم میری بات کو قطعی طور پر رد کر چکی ہے اور اس نے اپنی نکیل اپنے رئیسوں کے ہاتھ میں دے دی ہے اور انہوں نے بہت بڑا مکر کا جال پھیلا رکھا ہے اب اس قوم کے راہِ راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔'' چنانچہ تھوڑے سے اہل ایمان کے علاوہ اس قوم پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے اللہ کا عذاب نازل ہو گیا اور ساری کی ساری قوم کو غرق کر دیا گیا۔

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖۤ

ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا

اَنۡ اَنۡذِرۡ قَوۡمَكَ مِنۡ قَبۡلِ

کہ اپنی قوم کو آگاہ کردو پیشتر اس سے

اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝

کہ ان پر درد دینے والا عذاب واقع ہو

قَالَ يٰقَوۡمِ اِنِّىۡ لَـكُمۡ نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۝

اُنہوں نے کہا کہ بھائیو میں تم کو کھلے طور پر نصیحت کرتا ہوں

اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوۡهُ وَاَطِيۡعُوۡنِ ۝

کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو

يَغۡفِرۡ لَـكُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِكُمۡ وَيُؤَخِّرۡكُمۡ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى‌ؕ

وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور (موت کے) وقت مقرر تک تم کو مہلت عطا کرے گا

اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ‌ۘ

بے شک جب اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آ پہنچتا ہے تو تاخیر نہیں ہوتی

لَوۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝

کاش تم جانتے ہوتے

قَالَ رَبِّ اِنِّىۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِىۡ لَيۡلًا وَّنَهَارًا ۝

(جب لوگوں نے نہ مانا تو نوح علیہ السلام نے) اللہ سے عرض کی کہ

پروردگار! میں اپنی قوم کو رات دن بلاتا رہا

فَلَمۡ يَزِدۡهُمۡ دُعَآءِىۡۤ اِلَّا فِرَارًا ۝

لیکن میرے بلانے سے وہ اور زیادہ گریز کرتے رہے

وَ اِنِّیۡ کُلَّمَا دَعَوۡتُھُمۡ لِتَغۡفِرَ لَھُمۡ

جب جب میں نے ان کو بلایا کہ (توبہ کریں اور) تو ان کو معاف فرمائے

جَعَلُوۡۤا اَصَابِعَھُمۡ فِیۡۤ اٰذَانِھِمۡ

تو اُنہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں

(تا کہ وہ پیغمبر کی بات کو سن نہ سکیں)

وَ اسۡتَغۡشَوۡا ثِیَابَھُمۡ وَ اَصَرُّوۡا وَ اسۡتَکۡبَرُوا اسۡتِکۡبَارًا O

اور کپڑے اوڑھ لئے اور اڑ گئے اور اکڑ بیٹھے

ثُمَّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُھُمۡ جِھَارًا O

پھر میں ان کو کھلے طور پر بلاتا رہا

ثُمَّ اِنِّیۡۤ اَعۡلَنۡتُ لَھُمۡ وَاَسۡرَرۡتُ لَھُمۡ اِسۡرَارًا O

پھر میں ان کو علانیہ (PUBLICALLY)

اور پوشید (علیحدہ علیحدہ مل کر) خوب سمجھایا

فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ج

اور کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو

اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا O

کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے

صدق الله العظيم

حرف آرزو

انجینئر مختار فاروقی

آج اُمت مسلمہ میں نظریاتی، فکری، عملی، سیاسی اور مذہبی انتشار کا راج ہے سیاسی طور پر اٹھاون (58) ممالک آزاد ہیں مگر یک جہتی کی کوئی صورت نہیں۔ یورپ اکٹھا ہوگیا، ایک پارلیمنٹ ایک کرنسی (EURO) ایک آئین بن گیا۔ امریکہ 55 ریاستوں کا ان مل بے جوڑ زبردستی کا ملغوبہ اور اتحاد ہے جہاں کئی ریاستوں میں آزادی کی تحریکیں ہیں مگر کوئی غیر مرئی طاقت اپنے مذموم مقاصد کے لئے ان کو اکٹھا رکھ رہی ہے کبھی USSR ہوتا تھا وہ بھی درجنوں قومیّتوں اور قوموں کا مجموعہ صہیونیت کے مقاصد کی خاطر 'UNITED' بنایا گیا تھا۔ یہ بات سمجھ نہیں آتی تو ہمارے مسلمان حکمرانوں کو اور مغرب کے زیر اثر ہمارے آسودہ حال طبقات (ELITE CLASS) کو کہ اُمت مسلمہ کی فکر کی جائے۔ پہلے کسی ایک ملک میں نظام خلافت اور شریعت اسلامی کا نفاذ اور بعدازاں تمام مسلمان ملکوں کا ایک UNITED STATES OF ISLAM کی طرح کا اتحاد ہی امت مسلمہ کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے مسائل کا واحد حل ہے۔

اُمت مسلمہ کی وحدت 28 رجب 1342ھ (مئی 1924ء) کو ترکی میں خلافت کے خاتمہ کی وجہ سے پارہ پارہ ہوگئی تھی جو تقریباً نوے سال سے اُسی پارہ پارہ کیفیت میں ہے۔

اُمت مسلمہ کے اس نظریاتی خزاں کے موسم میں پہلے 1951ء میں اکتیس (31) علماء کا متفقہ موقف آیا تھا اور اب 2011ء میں تمام مکاتب فکر کے 55 علماء کے 15 نکات پر مشتمل

متفقہ موقف سامنے آیا ہے۔ یہ 'خبر' اُمت مسلمہ کے لئے نام 'بادِ بہاری' اور 'بادِ نسیم' کے جھونکے سے کم نہیں ہے۔ تاہم اگر اس 'دستاویز' کے نفاذ کے لئے سردھڑ کی بازی نہ لگائی جائے تو یہ 'دستاویز' بھی 1951ء 22 نکات کی طرح طاقِ نسیاں کی زینت بن جائے گی۔

اُمت مسلمہ کے علماء کے اس متفقہ موقف کو ٹھوس شکل دینے یعنی نفاذ کے قابل بنانے کے لئے ایک زبردست تحریک اور قوتِ نافذہ کی ضرورت ہے۔ کاش اس تحریر میں ہمارے یہی مقتدر علماء ان پندرہ نکات کے نفاذ کے لئے کوئی لائحہ عمل (ROAD MAP) بھی دے دیتے اور مل کر اس پر چل بھی کھڑے ہوتے۔

ہمارے نزدیک اس متفقہ موقف کو روبعمل لانے اور کم از کم ملک پاکستان میں نافذ کرنے کے لئے دو امکانات ہیں ایک مشکل ہے مگر اس کو اختیار کرنے سے نتیجہ جلد برآمد ہوگا اور دیرپا ہوگا جبکہ دوسرا طریقہ مقابلتاً سہل ہے مگر طوالت طلب اور نتائج کے اعتبار سے کامیابی کی امّید کا صرف گمان غالب ہے، حتمی طور پر نہیں کہا جاسکتا ہے۔

اُمت مسلمہ کی یقینی فلاح و بہبود کے لئے دونوں انداز میں کام کرنا ضروری ہے اور مزید دیر کیے بغیر آغاز کر دینا وقت کا تقاضا ہے تاکہ یہ مقصد جلیلہ حاصل ہو سکے۔ ان دونوں طریقوں کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ پُرامن پرزور مزاحمتی تحریک

ہمارے نزدیک اس متفقہ دستاویز کے روبعمل لانے اور عملاً اس ملک خداداد پاکستان میں نفاذِ شریعت کے ساتھ عدل اجتماعی اور کفالت عامہ کے تصورات پر مبنی ایک حقیقی معاشرے کی تشکیل کے لئے اُمت مسلمہ کے فعال عناصر کو متحد ہو کر ——— کسی ایک امیر پر اتفاق کرتے ہوئے ——— اس کے ہاتھ پر اس مزاحمتی تحریک کے لئے عملی جدوجہد میں 'سمع وطاعت' کی بیعت کر کے حکومت کو پہلے ایک متفقہ ٹھوس بنیادی اور عوامی دلچسپی کا معاملہ (ISSUE) لے کر (جیسے آج کل 'سود' کہ امریکہ جاپان وغیرہ میں اب 0.005% یا بالفاظ دیگر صفر فی صد سود کر دیا گیا ہے جبکہ ہمارے ہاں اسلامی بنکاری کے نام سے بھی 12-14% سود چل رہا ہے) مزاحمت کی کال دینی چاہئے اور اس راستے میں قربانیاں دینی چاہئیں ایک مطالبہ منظور ہو جائے تو دوسرا اعائلی

قوانین کا نفاذ تیسرا میڈیا کی تطہیر اور اصلاح چوتھا نظامِ تعلیم میں بے حیائی کا خاتمہ اور اسلامی تصورات جہاد اور نظریۂ پاکستان کا دخول وغیرہ ہو سکتے ہیں تا آنکہ پورا معاشرہ بدل جائے اور نفاذِ شریعت ہو جائے۔

اس راہ میں یا تو حکمران عوامی دباؤ میں آ کر مطالبات مان لیں گے اور معاشرے کی کایا پلٹ ہونے کا عمل جاری ہو جائے گا ــــــــــ یا حکمران (اپنے غیر ملکی سرپرستوں کے اشاروں پر) مزاحمت کریں گے اور مطالبات ماننے کی بجائے تحریک کے شرکاء پر سختی کریں گے تو اس تحریک میں شدت آئے گی اور منزل قریب آ جائے گی۔ بالآخر حکمران شہنشاہِ ایران، حسنی مبارک وغیرہ کی طرح بھاگ جائیں گے اور اقتدار ہمارے معزز 55 علماء کے اتحاد کے ہاتھوں میں آ جائے گا (فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ) اور جذبہ صادق ہے تو ان شاء اللہ جلد ہی حقیقی اسلام کا پھریرا ہمارے ملک پاکستان پر لہرا رہا ہوگا۔

یہ راستہ مشکل ضرور ہے مگر نتائج چند ہفتوں میں نکل کر رہیں گے اور منزل نزدیک ہے۔

2۔ نرم انقلاب (SOFT REVOLUTION)

دوسرا راستہ ــــــــــ متداول اصطلاح SOFT REVOLUTION کا ہے

یہ راستہ آسان ہے مگر قدرے تلخ اور طویل بھی ہے اور نتائج کے بارے میں صدفی صد یقین سے بھی نہیں کہا جا سکتا کہ نتیجہ کب اور کتنے فیصد نکلے گا۔ اگر اس راستے پر 1951ء میں ہی عمل ہو گیا ہوتا تو آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان میں اسلام کے نفاذ کی منزل سر ہو چکی ہوتی۔

ملک میں اس وقت برطانوی ہند کی تعزیرات کا سول اور فوجداری قانون نافذ ہے اس کے ساتھ کچھ شقیں اسلامی بھی شامل ہو گئی ہیں مگر بنیادی ڈھانچہ ــــــــــ جرم کی تحقیق و تفتیش کا نظام، مجرموں کی تحویل کا نظام، شہادتوں کا نظام، پولیس کی تربیت کا نظام، ججوں کی تربیت کا نظام ججوں، وکلاء، سرکاری عدالتی اہل کاروں اور پولیس کے اسلامی قانون (قرآن و حدیث) کا کوئی کم از کم نصاب وغیرہ کی غیر موجودگی، ہماری فوج کی تربیت کا نظام، ایجنسیوں کے اہل کاروں کی تربیت کا نظام وغیرہ سارے کے سارے غیر اسلامی طریقے پر چل رہے ہیں۔

کاش ہمارے یہ متقدر اور معزّز دینی رہنما ــــــــــ قرآن و سنت کے نفاذ کے

مطالبے سے قرآن وسنت کا کونسا 'EDITION' اور VERSION نافذ کرنے کا اختیار دین سے نابلد حکمرانوں کو دینے کی بجائے خود ——— دل پر جبر کر کے طے کرلیں کہ ———

☆ ملک میں فقہ حنفی کے ماننے والے غالب اکثریت میں ہیں۔

☆ تعزیراتِ ہند کو جو تعزیراتِ پاکستان قرار دے کر 14 اگست 1947ء کو نافذ کیا گیا تھا ——— اس کی بجائے فقہ حنفی کے علماء کی کوئی متفقہ دستاویز ملک میں قانون کے طور پر نافذ کر دی جائے۔

☆ سپریم کورٹ لیول پر پہلے کی طرح شریعت اپیلٹ بنچ فعال ہوں تا کہ فقہ حنفی کے علاوہ جو دیگر مسالک کے قابل احترام علماء ہیں وہ جس قانون کو خلاف اسلام اور خلافِ قرآن وسنت سمجھیں اس کو اس اپیلٹ بنچ میں لا کر دلائل دیں اور منسوخ کرا دیں۔

اس طریقہ پر عمل کرنے سے ملک میں انارکی بھی نہیں پھیلے گی عوام کی اکثریت اسلام کے نفاذ سے مطمئن بھی ہو جائے گی حکمرانوں کا یہ اعتراض کہ کونسا اسلام نافذ کریں وہ بہانہ دم توڑ جائے گا اور حقیقی متفقہ فقہ ——— جو قرآن وسنت پر مبنی ہو اس کی طرف ایک پر سکون عدالتی اور عالمانہ ماحول میں گفتگو کے ذریعے پیش رفت جاری ہو کر نفاذ کا کام جلد یا بدیر تکمیل کے مراحل طے کر لے گا۔

یہ راستہ تلخ اور طویل ضرور ہے ناممکن نہیں ہے۔ ہمارے 55 معزز مذہبی و دینی رہنماؤں کے لئے میدان کھلا ہے دونوں میں کونسا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک دونوں راستوں پر ٹھوس پیش رفت کی ضرورت ہے ورنہ وقت ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔

ہمارے نزدیک ہمارے معزز علماء کے متفقہ موقف میں اس نکتہ پر بھی حتمی بات شامل ہونی چاہئے تھی جو کسی وجہ سے درج نہیں ہو سکی اس پر جتنی جلد ہو سکے غور فرما کر شامل کرنے کی کوشش از حد ضروری ہے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین

ع ایں دُعا از من اور جملہ جہاں آمین باد

نفاذِ شریعت

کے رہنما اُصولوں کے حوالے سے

55 علماء کرام کے متفقہ 15 نکات

چونکہ اسلامی تعلیمات کا یہ تقاضا ہے کہ مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن و سنت کے مطابق گزاریں اور پاکستان اسی لئے بنایا گیا تھا کہ یہ اسلام کا قلعہ اور تجربہ گاہ بنے لہٰذا 1951ء میں سارے دینی مکاتب فکر کے معتمد علیہ 31 علماء کرام نے عصر حاضر میں ریاست و حکومت کے اسلامی کردار کے حوالے سے جو 22 نکات تیار کیے تھے اُنہوں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو ٹھوس بنیادیں فراہم کیں اور ان کی روشنی میں پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنانے کے حوالے سے کئی دستوری انتظامات بھی کر دیے گئے لیکن ان میں سے اکثر زینت قرطاس بنے ہوئے ہیں اور ان پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ مزید برآں کچھ اور دستوری خلا بھی سامنے آئے ہیں جو پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنانے کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں چنانچہ نفاذِ شریعت کے حوالے سے حکومتی تساہل پسندی کا نتیجہ یہ سامنے آیا ہے کہ پاکستان کے شمال مغربی سرحدی قبائلی علاقوں کے بعض عناصر نے بزورِ قوت شریعت کی من مانی تعبیرات کو نافذ کرنے کے لئے مسلح جدوجہد کا آغاز کیا۔ اس مسلح جدوجہد کے شرکاء نے ایک طرح سے حکومتی رٹ کو چیلنج کر دیا جب کہ اس صورت حال کو امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے دہشتگردی کے ساتھ نتھی کر کے افواج پاکستان کو اس مسلح جدوجہد کے شرکاء کے سامنے لا کھڑا کیا اور یوں دونوں طرف سے ایک دوسرے کے ہاتھوں مسلمانوں کا ہی خون بہہ رہا ہے حالانکہ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ان

سرگرمیوں کی پشت پناہی بھی خود امریکہ، بھارت اور اسرائیل ہی کر رہے ہیں۔ پاکستان کے دیگر پرامن علاقے بھی اس جنگ کے اثرات سے محفوظ نہیں ہیں تقریباً تمام بڑے شہروں میں آئے دن دہشتگردی اور خودکش حملوں کی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں جن میں اب تک ہزاروں معصوم شہری اپنی جانیں گنوا بیٹھے ہیں۔ یہ صورت حال تقاضا کرتی ہے کہ تمام مکاتب فکر کے نمائندہ علماء کرام ایک مرتبہ پھر مل بیٹھیں اور باہمی غور وفکر اور اتفاق رائے سے ان اُمور کی نشاندہی کر دیں جن کی وجہ سے پاکستان ابھی تک ایک مکمل اسلامی ریاست نہیں بن سکا اور نہ ہی یہاں نفاذِ شریعت کا کام پایۂ تکمیل تک پہنچ سکا ہے۔ تمام مکاتب فکر کے نمائندہ علماء کرام کی یہ کوشش اس مرحلہ پر اس لئے ناگزیر ہے کہ ان کی اس کوشش سے ہی نہ صرف ان اسباب کی نشاندہی ہوگی جو نفاذِ شریعت کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں بلکہ نفاذِ شریعت کے لئے متفقہ رہنما اُصولوں کے ذریعے وہ سمت اور راستہ بھی متعین ہو جائے گا جس پر چل کر یہ منزل حاصل کی جاسکتی ہے۔ دراصل نفاذِ شریعت کی منزل کا حصول ہی اس بات کی ضمانت فراہم کر سکتا ہے کہ آئندہ پاکستان کے کسی علاقے سے نفاذِ شریعت کے نام پر مسلح جارحیت کا ارتکاب اور حکومتی رٹ کو چیلنج نہ کیا جا سکے چنانچہ اس حوالے سے تجویز کیے گئے اقدامات پیش خدمت ہیں:

01۔ شریعت پر عمل سب کی ذمہ داری ہے

ہمارے حکمرانوں کی یہ شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ فرد کو بھی شریعت پر عمل کے قابل بنائیں اور معاشرے اور ریاست کو بھی شریعت کے مطابق چلائیں۔ دینی عناصر کا بھی فرض ہے کہ وہ دعوت واصلاح اور تبلیغ و تذکیر کے ذریعے فرد کی بھی تربیت کریں، حکمرانوں پر بھی دباؤ ڈالیں کہ وہ اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور جہاں تک قانون اجازت دے خود بھی نفاذِ شریعت کے لئے ضروری اقدامات کریں۔ اسی طرح ہر مسلمان کی یہ ذاتی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرے۔

02۔ 22 نکات کی مرکزی حیثیت

یہ کہ پاکستان میں نفاذِ شریعت کی بنیاد 1951ء میں سارے مکاتب فکر کے علماء کرام کی طرف سے متفقہ طور پر منظور کردہ 22 نکات ہیں اور موجودہ دستاویز کے 15 نکات کی حیثیت

بھی ان کی تفریع اور تشریح کی ہے۔

03۔ نفاذِ شریعت بذریعہ پرامن جدوجہد اور بمطابق متفقہ راہنما نکات

یہ کہ پاکستان میں شریعت کا نفاذ پرامن جدوجہد کے ذریعے ہونا چاہئے کیونکہ یہی اسلامی تعلیمات اور دستور پاکستان کا مشترکہ تقاضا ہے اور عملاً بھی اس کے امکانات موجود ہیں۔ نیز شریعت کا نفاذ سارے دینی مکاتب فکر کی طرف سے منظور شدہ متفقہ راہنما اُصولوں کے مطابق ہونا چاہئے (یہ 15 نکات اس قرارداد کا حصہ ہیں) اور کسی گروہ یا جماعت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی مرضی کا اسلام سارے معاشرے پر قوت سے ٹھونس دے۔

04۔ دستوری اصلاحات

دستورِ پاکستان کے قابل نفاذ حصے میں بصراحت یہ لکھا جائے کہ قرآن و سنت مسلمانوں کا سپریم لاء ہے اور اس تصریح سے متصادم قوانین کا منسوخ کر دیا جائے۔ یہ دستوری انتظام بھی کیا جائے کہ عدلیہ کی طرف سے دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب وسنت کے خلاف ہو اور دستور کی کسی بھی شق اور مقنّنہ، عدلیہ اور انتظامیہ کے کسی بھی فیصلے کو کتاب وسنت کے خلاف ہونے کی صورت میں اعلیٰ عدالتوں پر چیلنج کیا جا سکے۔ نیز ان دستوری دفعات کو دستور میں بنیادی اور ناقابل تنسیخ دفعات قرار دیا جائے۔ آئین توڑنے سے متعلق دفعہ 6A اور عوامی نمائندوں کی اہلیت سے متعلق دفعات 63,62 کو مؤثر اور ان پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔ کسی بھی ریاستی یا حکومتی عہدیدار کی قانون سے بالاتر حیثیت اور استثنیٰ پر مبنی دستوری شقوں کا خاتمہ کیا جائے۔

وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے شریعت اپیلنٹ بنچ کے جج صاحبان کو دیگر اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان کی طرح باقاعدہ جج کی حیثیت دی جائے اور ان کے سٹیٹس اور شرائط تقرری و ملازمت کو دوسری اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان کے سٹیٹس اور شرائط تقرری و ملازمت کے برابر لایا جائے۔ بعض قوانین کو وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے مستثنیٰ قرار دینے کے فیصلوں پر نظر ثانی کی جائے اور وفاقی شرعی عدالت کو ملک کے کسی بھی قانون پر نظر ثانی کا اختیار دیا جائے۔ وفاقی شرعی عدالت اور شریعت اپیلنٹ بنچ کو آئینی طور پر پابند کیا جائے کہ وہ مناسب وقت (TIME FRAME) کے اندر شریعت پٹیشنوں اور شریعت اپیلوں کا فیصلہ کر دیں۔ وفاقی

شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کی طرح صوبائی، ضلعی اور تحصیل سطح کی عدالتوں میں بھی علماء ججوں کا تقرر کیا جائے اور آئین میں جہاں قرآن وسنت کے بالاتر قانون ہونے کا ذکر ہے وہاں نبی کریم ﷺ کے شارع ہونے کا ذکر بھی کیا جائے۔حکومت اسلامی نظریاتی کونسل میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء بطور رکن نامزد کرے۔ ہر مکتبہ فکر اپنا نمائندہ اپنے حلقوں سے مشاورت کے بعد تجویز کرے۔نفاذِ شریعت کے حوالے سے جن نکات پر ارکان کی اکثریت کا اتفاق ہو جائے حکومت چھ ماہ کے اندر اسے قانون بنا کر پاس کرنے کی پابند ہو۔

05۔ موجودہ اسلامی قوانین پر مؤثر عمل درآمد

پاکستان کے قانونی ڈھانچے میں پہلے سے موجود اسلامی قوانین پر مؤثر طریقے سے عمل درآمد کیا جائے اور اسلامی عقوبات کے نفاذ کے ساتھ ساتھ مؤثر اصلاحی کوششیں بھی کی جائیں۔

06۔ بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی

اسلامی اُصول واقدار کے مطابق عوام کو بنیادی ضروریات وسہولیات زندگی مثلاً روٹی، کپڑا، مکان، علاج معالجہ اور تعلیم فراہم کرنے ،غربت و جہالت کے خاتمے اور عوامی مشکلات و مصائب دور کرنے اور پاکستانی عوام کو دنیا میں عزت اور وقار کی زندگی گزارنے کے قابل بنانے کو اولین ریاستی ترجیح بنایا جائے۔

07۔ سیاسی اصلاحات

موجودہ سیاسی نظام کی اسلامی تعلیمات کے مطابق اصلاح کی جائے مثلاً نمائندگی میں سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی حوصلہ شکنی اور غریب اور متوسط طبقے کی حوصلہ افزائی کے لئے ٹھوس عملی اقدامات کئے جائیں۔ نمائندگی کے لئے شرعی شہادت کی اہلیت کو لازمی شرط قرار دیا جائے۔متناسب نمائندگی کا طریقہ اپنایا جائے۔علاقائی،نسلی،لسانی اور مسلکی تعصّبات کی بنیاد پر قائم ہونے والی سیاسی جماعتوں پر پابندی لگائی جائے اور قومی یکجہتی کے فروغ کے لئے مناسب پالیساں اور ادارے بنائے جائے۔

08۔ نظام تعلیم کی اصلاح

تعلیمی نظام کی اسلامی تناظر میں اصلاح کے لئے قومی تعلیمی پالیسی اور نصابات کو

اسلامی اور قومی سوچ کے فروغ کے لئے تشکیل دیا جائے جس سے یکساں نظامِ تعلیم کی حوصلہ افزائی اور طبقاتی نظامِ تعلیم کا خاتمہ ہو۔ اساتذہ کی نظریاتی تربیت کی جائے اور تعلیمی اداروں کا ماحول بہتر بنایا جائے۔ مخلوط تعلیم ختم کی جائے اور مغربی لباس کی پابندی اور امور تعلیم میں مغرب کی اندھی نقالی کی روش ختم کی جائے۔ تعلیم کا معیار بلند کیا جائے۔ پرائیوٹ تعلیمی اداروں کو قومی نصاب اپنانے کا پابند بنانے اور ان کی نگرانی کا مؤثر نظام وضع کرنے کے لئے قانون سازی کی جائے۔ تعمیر سیرت اور کردار سازی کو بنیادی اہمیت دی جائے۔ تعلیم سے ثنویت کا خاتمہ کیا جائے۔ دینی مدارس کے نظام کو مزید مؤثر و مفید بنانے اور اسے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں تاکہ بین المسالک ہم آہنگی کو فروغ ملے اور فرقہ واریت میں کمی واقع ہو۔ دینی مدارس کی ڈگریوں کو تسلیم کیا جائے۔ تعلیم کے لئے وافر فنڈز مہیا کئے جائیں۔ ملک میں کم از کم میٹرک تک لازمی مفت تعلیم رائج کی جائے اور چائلڈ لیبر کا خاتمہ کیا جائے۔

09۔ ذرائع ابلاغ کی اصلاح

ذرائع ابلاغ کی اصلاح کی جائے۔ اسلامی تناظر میں نئی ثقافتی پالیسی وضع کی جائے جس میں فحاشی و عریانی کو فروغ دینے والے مغربی و بھارتی ملحدانہ فکر و تہذیب کے اثرات و رجحانات کو رد کر دیا جائے۔ صحافیوں کے لئے ضابطہ اخلاق تیار کیا جائے اور ان کی نظریاتی تربیت کی جائے۔ پرائیوٹ چینلز اور کیبل آپریٹرز کی مؤثر نگرانی کی جائے۔ اسلام اور پاکستان کے نظریاتی تشخص کے خلاف پروگراموں پر پابندی ہونی چاہئے بلکہ تعمیری انداز میں عوام کے اخلاق سدھارنے اور انہیں اسلامی تعلیمات پر عمل کی ترغیب دینے والے پروگرام پیش کئے جائیں اور صاف ستھری تفریح مہیا کی جائے۔

10۔ معیشت

پاکستان کی معیشت کو مضبوط بنانے اور افلاس اور مہنگائی کے خاتمے کے لئے ٹھوس عملی اقدامات کیے جائیں جیسے جاگیرداری اور سرمایہ دارانہ رجحانات کی حوصلہ شکنی کرنا، شعبہ زراعت میں ضروری اصلاحات کو اولین حکومتی ترجیح بنانا، تقسیم دولت کے نظام کو منصفانہ بنانا اور اس کا بہاؤ امیروں سے غریبوں کی طرف موڑنا، بیرونی قرضوں اور درآمدات کی حوصلہ شکنی کرنا اور زرمبادلہ

کے ذخائر کو بڑھانے کے لئے مؤثر منصوبہ بندی کرنا، معاشی خودکفالت کے لئے جدوجہد کرنا اور عالمی معاشی اداروں کی گرفت سے معیشت کو نکالنا، سود اور اسراف پر پابندی اور سادگی کو رواج دینا، ٹیکسز اور محاصل کے نظام کو مؤثر بنایا جائے اور بینکوں کو پابند کیا جائے کہ وہ بڑے قرضوں کے اجراء کے ساتھ ساتھ مائیکرو کریڈٹ کا بھی اجراء کریں تاکہ غریب اور ضرورت مند لوگ ان بلاسود قرضوں کے ذریعے اپنی معاشی حالت بہتر کرسکیں نیز قرضوں کو بطور سیاسی رشوت دینے پر قانونی پابندی عائد کی جائے، زکوٰۃ اور عشر کی وصولی اور تقسیم کے نظام کو بہتر بنایا جائے۔ دستورِ پاکستان کے آرٹیکل 38 میں درج عوام کی معاشی اور معاشرتی فلاح و بہبود کے متعلقہ اُمور کی تکمیل کے لئے حکومت خود اور نجی شعبے کے اشتراک کے فوری طور پر ٹھوس اقدامات کرے۔ لوٹ مار سے حاصل کردہ اور بیرون ملک بینکوں میں جمع خطیر رقوم کی وطن واپسی کو یقینی بنایا جائے۔

11۔ عدلیہ

عدلیہ کی بالفعل آزادی کو یقینی بنایا جائے اور اسے انتظامیہ سے الگ کیا جائے۔ اسلامی تناظر میں نظامِ عدل کی اصلاح کے لئے قانون کی تعلیم، ججوں، وکیلوں، پولیس اور جیل سٹاف کے کردار کو اسلامی اُصولوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے ضروری اقدامات کیے جائیں۔ انصاف سستا اور فوری ہونا چاہیے۔

12۔ امن وامان

امن و امان کی بحالی اور لوگوں کے جان و مال کا تحفظ ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ حکومت کو ان مقاصد کے حصول کے لئے ہر ممکن قدم اُٹھانا چاہیے۔

13۔ خارجہ پالیسی

خارجہ پالیسی کو متوازن بنایا جائے۔ تمام عالمی طاقتوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھے جائیں اور اپنی قومی خودمختاری کا تحفظ کیا جائے۔ اپنے ایٹمی اثاثوں کے تحفظ پر کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے۔ مسلمانانِ عالم کے رشتۂ اُخوت واتحاد کو قوی تر کرنے کے لئے او آئی سی کو فعال بنانے میں پاکستان اپنا کردار ادا کرے۔

14۔ افواجِ پاکستان

افواج میں روحِ جہاد پیدا کرنے کے لئے سپاہیوں اورافسروں کودینی تعلیم وتربیت کا اہتمام ہونا چاہئے۔بنیادی فوجی تربیت ہرمسلم نوجوان کے لئے لازمی ہونی چاہئے۔فوجی افسروں کی اس غرض سے خصوصی تربیت کی جائے کہ ان کا فرض ملک کا دفاع ہے نہ کہ حکومت چلانا۔بیوروکریسی کی تربیت بھی اسلامی تناظر میں ہونی چاہئے تاکہ ان کے ذہنوں میں یہ راسخ ہوجائے کہ وہ عوام کے خادم ہیں حکمران نہیں۔

15۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے ایک آزاداور طاقتور ریاستی ادارہ قائم کیا جائے جوملک میں اسلامی معروفات اورنیکیوں کےفروغ اورمنکرات وبرائیوں کے خاتمے کے لئے کام کرےاورمعاشرے میں ایسا ماحول پیدا کرے جس میں نیکی پرعمل آسان اور برائی پرعمل مشکل ہوجائے اورشعائرِاسلامی کا احیاءواعلاء ہواوردستور کے آرٹیکل 31 میں جن اُمور کا ذکر کیا گیا ہے ان پر مؤثرعمل درآمد ہوسکے۔دفاعِ اسلام خصوصاً اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات کے ازالے اورمسلمانوں وغیرمسلموں تک مؤثر انداز میں دین پہنچانے کے لئے بھی حکومت پاکستان کوفنڈز مختص کرنے چاہئیں اوروسیع الاطراف کوششیں بروئے کارلانی چاہئیں۔

ہم ملی مجلس شرعی کے تیارکردہ نفاذِ شریعت کے 15 رہنما اُصولوں اورنکات کی حمایت کرتے ہیں جوعلماءکرام کے 22 متفقہ نکات کی روشنی میں تیار کئے گئے ہیں:

ملی مجلس شرعی

شرکاءاتحادِاُمت کانفرنس، 24 ستمبر 2011ء

جنہوں نے قراردادوں کی منظوری پردستخط کئے

01۔ مولانامفتی محمدخان قادری (مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور)

02۔ پیرعبدالخالق قادری (صدرمرکزی جماعت اہل سنت پاکستان)

03۔ علامہ احمدعلی قصوری (امیرمرکزاہل سنت لاہور)

04۔	صاحبزادہ علامہ محبّ اللہ نوری	(مہتمم جامعہ حنفیہ فریدیہ بصیر پور اُکاڑہ)
05۔	علامہ قاری محمد زوار بہادر	(ناظمِ اعلیٰ جمعیت علماءِ پاکستان لاہور)
06۔	مولانا حافظ غلام حیدر خادمی	(مہتمم جامعہ رحمانیہ رضویہ سیالکوٹ)
07۔	مولانا مفتی شیر محمد خان	(صدر دارالافتاء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ ضلع سرگودھا)
08۔	علامہ حسان الحیدری	(حیدرآباد، سندھ)
09۔	مولانا راغب حسین نعیمی	(مہتمم جامعہ نعیمیہ، لاہور)
10۔	مولانا خان محمد قادری	(مہتمم جامعہ محمدیہ غوثیہ، داتا نگر لاہور)
11۔	مولانا محمد خلیل الرحمٰن قادری	(ناظمِ اعلیٰ جامعہ اسلامیہ، لاہور)
12۔	علامہ محمد شہزاد مجددی	(سربراہ دارالاخلاص مرکز تحقیق، لاہور)
13۔	علامہ محمد بوستان قادری	(شیخ الحدیث دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ ضلع سرگودھا)
14۔	سید منور حسن	(امیر جماعت اسلامی پاکستان منصورہ، لاہور)
15۔	مولانا عبدالمالک	(صدر رابطہ المدارس الاسلامیہ منصورہ، لاہور)
16۔	ڈاکٹر فرید احمد پراچہ	(ڈپٹی سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی منصورہ، لاہور)
17۔	ڈاکٹر سید وسیم اختر	(امیر جماعت اسلامی پنجاب، لاہور)
18۔	مولانا سید محمود الفاروقی	(ناظم تعلیمات رابطہ المدارس الاسلامیہ، لاہور)
19۔	مولانا محمد ایوب بیگ	(ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان، لاہور)
20۔	مولانا ڈاکٹر محمد امین	(ڈین صفاء اسلامک سنٹر، لاہور)
21۔	مولانا محمد حنیف جالندھری	(ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ، ملتان)
22۔	مولانا مفتی رفیق احمد	(دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی)
23۔	مولانا حافظ فضل الرحیم	(نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور)
24۔	مولانا زاہد الراشدی	(ڈائریکٹر الشریعہ اکیڈمی، لاہور)
25۔	مولانا عبدالرؤف فاروقی	(ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام، لاہور)
26۔	مولانا محمد امجد خان	(ناظم اطلاعات جمعیت علماء اسلام، لاہور)
27۔	مولانا مفتی محمد طاہر مسعود	(مہتمم جامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا)
28۔	مولانا مفتی محمد طیب	(مہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد)
29۔	مولانا ڈاکٹر قاری احمد میاں تھانوی	(نائب مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ، لاہور)
30۔	مولانا اللہ وسایا	(عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ، ملتان)

31- مولانا مفتی محمد گلزار احمد قاسمی (مہتمم جامعہ قاسمیہ، گوجرانوالہ)
32- مولانا قاری محمد طیب (مہتمم جامعہ حنفیہ بورے والا، وہاڑی)
33- مولانا رشید میاں (مہتمم جامعہ مدینہ کریم پارک، لاہور)
34- مولانا محمد یوسف خان (مہتمم مدرسۃ الفیصل للبنات ماڈل ٹاؤن، لاہور)
35- مولانا عزیز الرحمٰن ثانی (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ، لاہور)
36- مولانا رضوان نفیس (خانقاہ سید احمد شہید، لاہور)
37- مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر (مہتمم جامعہ حنفیہ قادریہ، لاہور)
38- مولانا حافظ محمد نعمان (مہتمم جامعہ الخیر جوہر ٹاؤن، لاہور)
39- مولانا قاری ثناء اللہ (امیر جمعیت علماء اسلام، لاہور)
40- پروفیسر مولانا ساجد میر (امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، لاہور)
41- پروفیسر حافظ محمد سعید (امیر جماعت الدعوۃ پاکستان، لاہور)
42- مولانا حافظ عبدالغفار روپڑی (امیر جماعت اہل حدیث پاکستان، لاہور)
43- مولانا عبیداللہ عفیف (امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان، لاہور)
44- مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری (ناظم اعلیٰ متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان)
45- مولانا حافظ عبدالوہاب روپڑی (نائب امیر جماعت اہلحدیث پاکستان)
46- مولانا محمد شریف خان چنگوانی (نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان)
47- پروفیسر محمد حماد لکھوی (خطیب جامع مسجد مبارک اہلحدیث اسلامیہ کالج لاہور)
48- مولانا ڈاکٹر حسن مدنی (نائب مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ [رحمانیہ]، لاہور)
49- مولانا امیر حمزہ (کنوینر تحریک حرمت رسول [جماعۃ الدعوۃ]، لاہور)
50- مولانا قاری شیخ محمد یعقوب (جماعۃ الدعوۃ، لاہور)
51- مولانا رانا نصر اللہ (امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث، لاہور)
52- محمد زاہد ہاشمی الازہری (ناظم اعلیٰ جماعت غرباء اہلحدیث پنجاب)
53- علامہ ڈاکٹر محمد حسین اکبر (مہتمم ادارہ منہاج الحسین، لاہور)
54- علامہ حافظ کاظم رضا نقوی (تحریک اسلامی، اسلام آباد)
55- مولانا سید محمد مہدی (جامعہ المنتظر، لاہور)

الصَّلٰوۃ

(حصہ دوم)

انجینئر مختار فاروقی

11۔ مکی دور

☆ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں عبادات کا خصوصی تذکرہ اس وقت ملتا ہے جب آپ نے تقریباً دوعشروں کی کاروباری مصروفیات کے بعد زندگی کے اس سفر کے دوران تلاش حقیقت میں سرگرداں ہونے کی کیفیت میں ذرا رُک کر، ایک DETACHED VIEW کے لئے غارِ حرا جانا شروع کیا ہے۔ جب آپ ﷺ کی عمر شریف چالیس سال کے قریب پہنچی تو صحیح بخاری 'باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ' میں ہے کہ ______

حُبِّبَ الیه الخلاء و کان یخلو بغار حراء فیتحنث فیه

''آپ (ﷺ) کو تنہائی میں رہنا اچھا لگنے لگا اور آپ غارِ حرا میں خلوت نشیں ہو کر 'عبادت' میں مشغول رہتے تھے''

وہاں آپ کئی دن کا معمولی راشن لے کر تشریف لے جاتے اور وہیں پہاڑ کی چوٹی پر رات اور دن کی تنہائیوں میں 'حقیقت نفس الامری' پر غور فرماتے۔ وہاں کی مصروفیات کے بارے میں صرف اتنا جاننا ہی کافی ہے کہ آپ ﷺ پر وحی کا آغاز نہیں ہوا تھا قرآن مجید نہیں تھا نماز روزے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہود ونصاریٰ کے مراسم عبودیت سے آپ واقف نہیں تھے۔

تحریر اور حروف شناسی آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں فرمائی کہ کتاب بینی اور مطالعہ کا مشغلہ اپنایا جا سکے ـــــــ وہاں عبادت کا حال کیا تھا تَحَنُّث ـــــــ اس کی تشریح علمائے حدیث نے یوں فرمائی ہے التفکّر و الاعتبار یعنی غور وفکر اور روزمرہ واقعات سے عبرت پذیری۔

☆ آغازِ وحی کے بعد چند ابتدائی سورتوں میں سے سورۃ المزّمّل کی ابتدائی سات آیات ہیں جن میں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ آپ رات کو جاگیں نصف رات ذرا کم (ایک تہائی) یا ذرا زیادہ (دو تہائی) اور قرآن پاک کو ٹھہر ٹھہر کر (ترتیل) سے پڑھیں۔ یہاں صرف قیام کا حکم ہے اگرچہ ـــــــ اس سے مراد الصلوٰۃ ہی لی جاسکتی ہے۔ پہلے آپ کعبہ میں یہ نماز پڑھتے تھے راتوں کو اور دنوں میں آپ مصروفِ عبادت رہتے تھے۔ مگر اس عبادت کا طریقہ کعبہ کے جوار میں لوگوں میں موجود تصوّرِ عبادت سے زیادہ مختلف نہیں تھا۔ اجزاء پہلے بھی موجود تھے جیسے قیام، طواف، سجدہ، رکوع، دُعا وغیرہ آپ ﷺ نے ان اجزا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی خفی پا کر ایک ترتیب دے دی۔ پھر نماز میں کچھ ایسی تبدیلیاں آئیں تو حکمت خداوندی کے تحت آپ دارارقم میں رہ کر عبادت کرنے لگے۔ دن کی بھاگ دوڑ کا ذکر سورۃ المزمل میں ہے جبکہ رات کی نمازوں کی کیفیت روایات اور احادیث مبارکہ میں آئی۔

اس دور میں صحابہ کرام ؓ کی ایک جماعت بھی آپ ﷺ کے ساتھ اسی طرح شریک عبادت رہتی تھی۔ اس نماز کی تفصیلات میں جو کچھ روایات میں ہے اس کے مطابق اس دور میں (جو کہ ایک قسم کی تیاری کا دور تھا اور سابقہ اُمت کی نماز سے اسلام کی 'الصلوٰۃ' تک کا عبوری دور تھا) نماز میں بچے کو اُٹھا لینا، آگے بڑھ کر بند دروازہ کھول دینا، کسی کے سوال اور سلام کا جواب دے دینا، کسی موذی جانور کو مار دینا جیسے اُمور کی اجازت تھی۔

آہستہ آہستہ جب اہل ایمان کا اس عبادت کا مزاج بن گیا تو (ہجرت سے کچھ عرصہ قبل) مکی دور کے اواخر میں آپ ﷺ کو معراج نصیب ہوئی اور یہ بات عام ہے کہ اسی مبارک رات میں آپ ﷺ کو نماز کا تحفہ دیا گیا اور پانچ معیّن نمازیں اوقات کے تعین سے فرض کر دی گئیں۔ اب یہ نمازیں چونکہ ہر مسلمان مرد وزن کے لئے تھیں شہری دیہاتی عالم اور عامی سب اس کے مخاطب تھے لہٰذا ـــــــ ایک نظم اور ڈسپلن کی کیفیت آ گئی جس میں ہر نمازی کے اپنے

حالات کے مطابق اور گرد و پیش کی کیفیات کے تابع فیصلے کرنے کا اختیار بہت محدود ہو گیا۔

12۔ مدنی دور

ہجرت کے بعد پانچ نمازوں کی فرضیت سے الصلوٰۃ کا تصور ایک دوسرے مرحلے (اور آخری مرحلہ) میں داخل ہو گیا۔ نماز جمعہ فرض ہو گئی پھر صلوٰۃ العیدین کا حکم دیا گیا پھر حج کے موقع پر نمازوں کے اہتمام کے لئے ایک ضابطہ بھی واضح کر دیا گیا اور یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (05-03)

''آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر مکمل کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا''

ان ہدایات سے اب قیامت تک کے لئے نماز کی تفصیلات معین بھی ہو گئیں اور کمی بیشی سے بھی محفوظ کر دی گئیں۔

☆ الصلوٰۃ کے تفصیلی احکام میں آپ ﷺ کی طرف سے مختلف مواقع پر مختلف انداز اختیار کرنے کی روایات بھی ہیں۔ علماء حق میں یہاں پھر بحث و گفتگو کا موضوع (ان مواقع پر) تفصیلی احکام کے ضمن میں یہی ہے کہ کون سی روایت بعد کے دور سے متعلق ہے اور کون سی زمانی اعتبار سے پہلے دور کی ہے۔ یہیں سے لفظ حدیث اور سنت میں ایک باریک فرق بھی ذہن نشین ہو سکتا ہے کہ 'سنت' آپ ﷺ کے کسی معاملے میں آخری احکام آنے کے بعد کے عمل کا نام ہے جبکہ حدیث کسی بھی فعل سے متعلق کسی روایت کا نام ہے۔ حدیث فی نفسہٖ صحیح بھی ہو تو ______ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی حدیث پر عمل نہیں ہو گا۔ تحویل قبلہ کے بعد سنت بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا نام ہے۔ واللہ اعلم

13۔ الصّلوٰۃ ...... رسول اللہ ﷺ کی مقدس نگاہ میں

تساہل کے ساتھ نماز پڑھنا ______ اور ذوق و شوق کے ساتھ، جذبے اور آمادگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری ______ دونوں نمازوں کی مثال بے جان جسم

اور جاندار جسم کی سی ہے۔ اصل نماز ــــــــــ قلب کی حضوری ، ذوق وشوق، توجہ الی اللہ (CONCENTRATION) یا 'اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ' کے الفاظ میں وارد 'ذِکْرِیْ' کا ہی دوسرا نام ہے۔ اور قیام کی حالت اس کے لیے مناسب اور صحیح موقع ہے اسی لیے نماز میں طول القنوت اور طویل قیام ہی مطلوب ہے فرض نمازوں میں نمازوں کو اجتماعی عبادت کے طور پر ہلکا کر دیا ہے جبکہ اضافی نمازوں اور تہجد کے لئے اٹھنے کی اللہ تعالی توفیق دے تو اس میں بھی 'قم اللیل' سے مراد قیام ہی ہے' جس سے مراد زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت ہے اور آپ ﷺ کا عمل اس کا ثبوت ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے رات کی نماز میں ایک رکعت میں سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء تلاوت فرمائیں۔ قیام کے علاوہ رکوع سجود اور تشہد بھی نماز کا حصہ ہے اور وہ فرض نمازوں میں 'تعدیل' کے ساتھ ادا کرنے لازم ہیں۔ جبکہ اضافی نماز اور اکیلے کی نماز میں تعدیل ارکان کے احکام میں ذرا نرمی ہے تاکہ انسان اپنی داخلی کیفیات کے مطابق نماز سے لطف اندوز ہو سکے کسی موقع پر دل کی حضوری ہو تو لمبے سجدے طویل رکوع اور طویل تشہد بھی ہوسکتا ہے۔

آپ ﷺ نے جو ارشادات فرماتے ہیں ان ارشادات کی روشنی میں آپ ﷺ کی نماز کی کیفیات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا:

☆ الصلوٰۃ معراج المومنین
''نماز مومن کی معراج ہے''

☆ اذا قمت فی صلاتك فصل صلاۃ مودع......(ابن ماجه، عن ابی ایوبؓ)
''جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو اس طرح نماز پڑھ جیسے مسافر کی نماز ہو''

☆ جعلت قرۃُ عینی فی الصلاۃ (مسند احمد، عن انسؓ)
''میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے''

نماز کے بارے میں ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے بیان کردہ تاثرات سے آپ کی نمازوں کی داخلی کیفیات کا ارشارہ ملتا ہے اور یہی کیفیات عام مسلمانوں میں بھی مطلوب ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی صحبت سے فیض حاصل کر کے ان کیفیات سے وافر حصہ پایا تھا۔

آج خال خال لوگ ان کیفیات کو حاصل کر پاتے ہیں۔

آج الصلوٰۃ یا نمازوں میں ہماری کیفیات اپنے اسلاف اور صحابہ کرام ﷢ سے مختلف کیوں ہیں۔ اس کی ایک بڑی وجہ قرآن پاک کی زبان سے نا آشنائی ہے۔ کوئی بات ایسی زبان سے کہی جائے جس کا مفہوم بولنے والے کے ذہن میں نہ ہو ـــــــــــ تو اس کے اعضاء وجوارح پر اس کلام کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام ﷢ کی زبان عربی تھی قرآن پاک بھی عربی میں تھا۔ بیسیوں واقعات ہوں گے کہ دشمن آپ ﷺ کی خدمت میں کسی واردات کی نیت سے آیا مگر دورانِ گفتگو قرآن پاک سن کر اس کے اندر کی دنیا بدل گئی۔ قرآن پاک اللہ کا زندہ و پائندہ کلام ہے اور اس میں آج بھی وہی تاثیر ہے جو آج سے چودہ سو برس پہلے تھی صحابہ کرام ﷢ نمازوں میں 'طول القنوت' کرتے تھے قرآن پاک پڑھتے تھے سمجھتے تھے اس وجہ سے ان پر قرآن اثر انداز ہوتا تھا کیفیات طاری ہوتی تھیں نمازوں میں آنسوؤں کی لڑیاں لگ جاتی تھیں جا نماز آنسوؤں سے تر ہو جاتے تھے۔ مگر آج ہم کہاں کھڑے ہیں اکثر مسلمان عربی سے نابلد ہیں دیہاتی آدمی جو سکول نہیں جا سکا دستخط نہیں کر سکتا اخبار نہیں پڑھ سکتا انگوٹھا لگاتا ہے وہ قرآن مجید کو بغیر سمجھے پڑھے تو بات سمجھ میں آتی ہے اسے پھر بھی اس کی ذہنی سطح کے مطابق قرآن مجید سے اثرات مل جائیں گے۔ مگر آج کے جدید تعلیم یافتہ ایم اے پاس اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریوں کے حامل پروفیسر حضرات اور اساتذہ سرکاری اہل کار اور کاروباری حضرات دنیاوی فہم رکھتے ہیں آئی کیو (I.Q) بہت اونچا ہے معلومات بہت ہیں مگر عربی سے نابلد ہیں۔ قرآن مجید ناظرہ بھی مشکل سے پڑھتے ہیں ان کی تلاوت یا نماز میں قرآن پڑھنے سے اوپر درج کردہ نماز کی کیفیات پیدا نہیں ہو سکتیں۔ آج بھی حرمین شریفین میں اکثر نمازوں میں امام قراءت کرتے رو دیتے ہیں ہچکیاں بندھ جاتی ہیں کئی کئی منٹ آگے تلاوت کے قابل ہو نہیں پاتے مگر ہمارے ہاں کی مساجد میں امام مسجد اور اہل علم حضرات میں بھی یہ چیز مفقود ہے۔ بات قرآن کی زبان سے عدم دلچسپی ہے اور اس کے ساتھ قرآن فہمی سے دوری ہے۔ اگر یہ بات پیدا ہو جائے تو نمازوں میں اعلیٰ مطلوب کیفیات پیدا ہو سکتی ہیں تجربہ شرط ہے۔

14۔ نمازوں میں داخلی کیفیات سے متعلق ایک اور حدیث

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے ایک حدیث مروی ہے وہ حدیث اکثر نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے حوالے سے بیان بھی ہوتی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نمازوں میں سورۂ فاتحہ ٹھہر ٹھہر کر اور رُک رُک کر پڑھنی چاہئے ۔ یہ حدیث ہم یہاں درج کر رہے ہیں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کی اہمیت کے ساتھ ساتھ (AT THE SAME TIME) اس حدیث میں الفاظ کے عموم کی بنا پر ان کیفیات کا بھی تذکرہ ہے جو ایک اچھے باعمل مسلمان کی نماز کی ہونی چاہئیں اور ہو سکتی ہیں۔

قارئین کرام! آپ بھی کسی بات کو والہانہ شوق سے اخذ کر کے عمل کرنے کی کیفیت اپنے اوپر طاری کر کے یہ حدیث پڑھیں اور پھر دیکھیں کہ ایک مسلمان کی نماز کی داخلی کیفیات اور احساسات کیا ہو سکتے ہیں کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندے سے رحمت و شفقت سے پیش آتے ہیں ع اک بندہ عاصی کی اور اتنی مدارا تیں

مذکورہ حدیث پاک یہ ہے۔ یہ حدیث قدسی ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ .... قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ یقول: قَالَ اللّٰـهُ تعالٰی: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ وَ لِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ۔ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَ اِذَا قَالَ: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ وَ اِذَا قَالَ: مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ O قَالَ مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ وَ قَالَ مَرَّةً فَوَّضَ اِلَیَّ عَبْدِیْ وَ اِذَا قَالَ: اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ O قَالَ هٰذَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ عَبْدِیْ وَ لِعَبْدِیْ مَاسَأَلَ: فَاِذَا قَالَ: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ O صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ O قَالَ هٰذا لِعَبْدِیْ وَ لِعَبْدِیْ مَاسَأَلَ (عن ابی ہریرۃ ؓ)

''حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوا سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نماز میرے اور میرے بندے کے درمیان آدھی تقسیم

ہوچکی ہے اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے۔جب بندہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور بندہ جب اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری توصیف کی اور بندہ جب مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور یوں بھی کہتا کہ میرے بندے نے اپنے سب کام میرے سپرد کردیے ہیں اور جب اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ کہتا ہے تو اللہ عزوجل کہتا ہے یہ میرے اور میرے بندہ کے درمیانی معاملہ ہے میرا بندہ جو سوال کرے گا وہ اس کو ملے گا۔پھر جب بندہ اپنی نماز میں اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ O صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ یہ سب میرے اس بندہ کے لئے ہے اور یہ جو کچھ طلب کرے گا وہ اسے دیا جائیگا۔‘‘

اس حدیث قدسی میں جو کیفیت ایک اچھے نمازی کی بیان ہوئی ہے کہ وہ جب نماز میں ہوتا ہے اور سورۃ الفاتحہ رُک رُک کر ——— ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہے تو اس کے ہر ہر جملے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آتا ہے۔ہمیں احساس نہیں ہوتا۔ہم غائب (MENTALLY ABSENT) رہتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے لاتأخذہ سنة ولا نوم (اُسے اُونگھ اور نیند بھی نہیں آتی) وہ ہماری بات کو سنتا ہے اور اس کا جواب (RESPOND) دیتا ہے۔اسی کیفیت کو علامہ اقبال نے بالِ جبریل میں یوں بیان کیا

ے
افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
اُٹھتے ہیں حجاب آخر کرتے ہیں خطاب آخر

یہ الگ بات ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے جوابات کو اپنے ’غیاب‘ ABSENTIVE MIND اور غفلت والے طرزِ عمل سے سُن نہ سکیں جیسے فون پر کبھی دوسرا بول رہا ہوتا ہے مگر آپ کے اپنے فون سیٹ میں خرابی کی وجہ سے آپ سن اور سمجھ نہیں پا رہے ہوتے یا اس کے برعکس کبھی آپ اچھا بھلا واضح بول رہے ہیں مگر دوسرا اپنے سیٹ میں خرابی کی وجہ سے آپ کی بات سمجھ نہیں

پا رہا۔ بعینہٖ جیسے آپ کا ریڈیو سیٹ خراب ہوتا ہے اور آپ مطلوبہ ریڈیو سٹیشن نہیں سن سکتے۔ مطلوبہ سٹیشن سے تو ٹرانسمیشن جاری ہے۔ مگر آپ کے اپنے ریڈیو سیٹ (RECEIVING SET) میں خرابی ہے جس کی وجہ سے آپ وہ پیغامات جو آپ کے مطلوبہ ریڈیو سٹیشن سے نشر ہو رہے ہیں آپ سن نہیں سکتے۔ نمازوں میں بھی ہو بہو یہی کیفیت ہوتی ہے کہ آپ تساہل اور کسل والی نماز پڑھ رہے ہیں بے توجّہی ہے عربی سے ناواقفیت ہے سورۃ الفاتحہ ایک سانس میں پڑھنے کو 'وقار' اور عزت سمجھتے ہیں سورۃ الفاتحہ کی ہر آیت پر رکتے ہی نہیں تو آپ کے مخاطب باری تعالیٰ کی جوابی آواز اور پیغام آپ تک کیسے پہنچے گا اور آپ اس کی کیفیت اور لذت کیسے محسوس کریں گے۔ نماز میں ہماری عدم توجہی (LACK OF CONCENTRATION) ہی نماز سے غفلت کی ایک اہم شکل ہے۔

اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلاَتِھِمْ سَاھُوْنَ O اَلَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُ وْنَO (108-5-6)

''جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں''

اگر نماز میں ہماری توجہ مرکوز ہو، ہمارا ریسونگ سیٹ ٹھیک ہو نماز کے تقاضے پورے ہو رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ جوابات اور مختلف کیفیات کو دل کے اندر محسوس کرنا کوئی انہونی بات نہیں ہے۔ کوتاہی ہماری طرف سے ہی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں:

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

''جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں''

فلیستجیبوا لی و لیومنوا بی لعلھم یرشدون (02-185)

''توان کو چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک رستہ پائیں''

ایک عربی قصیدے میں الفاظ ہیں

اغیب و ذواللطائف لایغیب

میں غافل ہو جاتا ہوں اور مہربانیاں کرنے والا (اللہ تعالیٰ) غافل نہیں ہوتا

آیئے اس 'غیاب' اور غفلت سے نکل کر اللہ سے توبہ کریں اور بخشش کی امید رکھیں۔

و ارجوہ رجاء لایخیب

اور میں اس سے امید رکھتا ہوں ایسی   کہ وہ ناکام نہیں کرتا

کریم منعم برّ لطیف   جمیل الستر للداعی مجیب

کرم کرنے والا نعمتیں دینے والا، نیک سلوک کرنے والا، دعا قبول کرنے والا

اچھا پردہ پوشی کرنے والا ہر پکارنے والے کو جواب دینے والا

15۔ بیت اللہ اور بندۂ مومن

بیت اللہ ــــــــــ روئے ارضی پر متبرک ترین مقام ہے اور پوری کائنات میں بھی عرش و کرسی کے بعد عظمت و منزلت کے اعتبار سے اسی جگہ کا نام آتا ہے۔ اسی وجہ سے ہر مسلمان پر اس بیت اللہ کا ایک حق ہے۔ بندۂ مومن اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے تو اس کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے جڑ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت فطرت انسانی میں ہے۔ اس اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول انسان کا روحانی تقاضا اور روحانی جبلت ہے۔ انسانی قلب کی بڑی اہمیت ہے۔ انسان کے اندر اس کا دل اس کے جسد خاکی کا بھی مرکز ہے اور روح کا مسکن بھی ہے۔ ایمان بھی دل میں ہوتا ہے اسی دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا کوئی عکس بھی رہتا ہے۔ انسان میں آورش کی محبت کا جذبہ موجود ہے یہی وجہ ہے کہ انسان ہمیشہ سے اپنے داخل اور خارج میں اللہ تعالیٰ کو تلاش کر رہا ہے۔ انسان کا دل اس کے رب کا 'مسکن' اور 'گھر' ہے۔ بقول اقبال

ے   عرش کا ہے کبھی کعبہ کا ہے دھوکا اس پر
کس کی منزل ہے الٰہی! مرا کاشانۂ دل

یا بقول سعدی شیرازی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (ایک حدیث قدسی کا یہ مفہوم ہے)

ے   من نہ گنجم در زمین و آسماں
لیک گنجم در دل مومن عیاں

ترجمہ: میں زمین و آسمان میں نہیں سماتا لیکن بندۂ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔

گویا بندۂ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت کا گہوارہ ہے انسان ایمان میں جتنا پختہ ہوگا اتنا ہی اس کا دل محبت خداوندی سے لبریز ہوگا۔ دوسری طرف کعبہ یا بیت اللہ، اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، قبلہ قلب و نظر ہے، اس کا دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اس سے بندۂ مومن اور بیت اللہ کے درمیان

اللہ تعالیٰ کی نسبت کے حوالے سے گہرا رشتہ موجود ہے اور اسی اشتراک کی وجہ سے ہر مسلمان کے دل میں کعبۃ اللہ کے دیکھنے کی تڑپ موجود ہے۔ اس بات کو علامہ اقبال نے ہی ایک اور پیرا میں بیان فرمایا۔ اُن کی ایک اہم رباعی ہے

ے
حرم جز قبلۂ قلب و نظر نیست
طوافِ اُو طوافِ بام و در نیست
میانِ ما و بیت اللہ رمزیست
کہ جبریلِ امیں را ہم خبر نیست

ترجمہ: ''حرمِ مکی صرف نگاہوں سے نظر آنے والی عمارت کا نام نہیں ہے اور اس کا طواف صرف 'کعبہ' کے گرد چکر لگانے کا نام نہیں ہے بلکہ بیت اللہ تجلیات الٰہی کا محور و مرکز ہے اور بندۂ مومن کے دلی ایمانی جذبات سے اس کو خاص ایسی نسبت ہے کہ جبریل جیسے معزز فرشتوں (اور کراماً کاتبین) کو بھی اس کا علم نہیں ہے''

یہاں سے نماز کی اہمیت سامنے آتی ہے اور اس کی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے اور اس میں قیام کی اہمیت آشکارا ہوتی ہے یہی مقام ہے جہاں قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے کا مطلب سمجھ میں آتا ہے۔

یہ بیت اللہ دنیا میں بھی اہل ایمان کے لئے خصوصی اہمیت کا حامل ہے اور قیامت کے دن بھی یہیں کہیں پاس ہی نسل انسانی کا اجتماع ہوگا حوضِ کوثر ہوگا حساب کتاب کا مرحلہ ہوگا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نزول اجلال فرمائیں گے اور ہر شخص کی پیشی ہوگا جیسا کہ سورۂ زمر میں وارد ہے

وَ اَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّہَا وَ وُضِعَ الۡکِتٰبُ وَ جِایۡٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ قُضِیَ بَیۡنَہُمۡ بِالۡحَقِّ وَ ہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ (39-69)

''اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائے گی۔ اور پیغمبر علیہم السلام اور گواہ (دین کا اصلاحی اور تجدیدی کام کرنے والے) حاضر کیے جائیں گے اور ان (انسانوں) میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی''

قیامت کے دن حساب کتاب کا معاملہ قصہ زمین برسرِ زمین والا ہوگا اور اس میں کعبۃ اللہ اللہ تعالیٰ کا عرش ہی قرار پائے گا جہاں سے تمام انسانوں کے مقدر کا فیصلہ ہو جائے گا اور لوگ جنت اور دوزخ کو سدھار جائیں گے۔

16۔ بیت اللہ ــــــ اہل ایمان ــــــ اور عالم برزخ

صاحب ایمان کے اعلیٰ ذوق کی تسکین کے لئے یہ بات بہت اہم ہے اس زندگی اور آخرت کی زندگی میں بیت اللہ کی اہمیت اپنی جگہ۔ عالم برزخ میں بھی اہل ایمان اور بیت اللہ کا ایک بہت اہم تعلق موجود ہے۔

انسان جب اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو موت کے بعد چند مراحل انسانوں کے ہاتھوں انجام پذیر ہوتے ہیں کہ اس کو غسل دے کر کفن دے کر سامنے رکھ دیا جاتا ہے نمازِ جنازہ ہوتی ہے اور پھر زمین میں ایک قبر (گڑھا) بنا کر اس میں لٹا دیا جاتا ہے اور اوپر مٹی ڈال کر نشان بنا دیا جاتا ہے۔ قیامت کے دن نفخۂ ثانیہ کے وقت جب تمام مردے اسی زمین سے نکلیں گے اس وقت تک یہ عالم برزخ ہے۔

نظریاتی انسان کا ہر کام اس کے نظریہ کے تابع ہوتا ہے۔ نظریاتی انسان کو ہی حکیم اور دانا انسان کہتے ہیں۔ مسلمان جب جنازے کے لئے لاتے ہیں تو بھی اس کو صف کے رُخ پر چارپائی رکھ کر چہرہ دائیں طرف موڑ کر قبلہ رُو کر دیتے ہیں جیسا کہ جنازہ میں سامنے چارپائی رکھی ہوتی ہے اور جب اس مُردہ کو دفناتے ہیں تو بھی اسی حالت میں دفناتے ہیں کہ جب اس کا چہرہ دائیں طرف ہو تو وہ قبلہ رو ہو۔

اب تصور کیجئے بیت اللہ مکّہ میں ہے اور دنیا کے مسلمان چاروں طرف سے اسی طرف سجدہ کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں حتیٰ کہ جب مسلمان فوت ہو جاتا ہے تو اس کو ایسے رُخ لٹا دیتے ہیں کہ وہ قبلہ 'دیکھ' رہا ہوتا ہے۔ گویا تصور میں دیکھئے تو جیسے کعبہ میں اجتماع عیدین وتراویح میں گول صفیں ہوتی ہیں اور جتنے لوگ بڑھتے جائیں دائرہ بڑا ہوتا جاتا ہے ــــــ اسی طرح ساری دنیا کی مسجدیں ہیں کہ لوگ قبلہ رو ہو کر نماز پڑھیں اور مسلمانوں کے قبرستان میں کہ قبریں ایسی بنائی جاتی ہے کہ مرنے والے کا چہرہ دائیں طرف پھیر دیا جاتا ہے اور وہ حالت ایسی ہو کہ قبلہ کی طرف

اس کا چہرہ ہو۔جیسا کہ بندۂ مومن جب سوتا ہے تو بھی مسنون طرزِ عمل یہی ہوگا کہ وہ اس طرح سوئے کہ دائیں کروٹ پر لیٹے ہوئے اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو۔

چشم تصور میں لائیے کہ چودہ صدیوں سے مسلمان اپنے فوت ہونے والوں کو اسی طرح دفنا رہے ہیں کہ روئے زمین پر چاروں طرف قبلہ کے گرد بڑے دائرے کی شکلیں اہل ایمان ابدی نیند سو رہے ہیں۔زندگی میں یہ تعلق قائم رہا۔سوتے میں بھی یہی طرزِ عمل مطلوب اور پسندیدہ ہے اور مرنے کے بعد بھی تا قیامت یہی قبلہ رو ہونے کی کیفیت بندۂ مومن کا مقدر ہے۔

فللّٰہ الحمد والمنة علی ذالك

17۔ بیت اللہ ـــــ نماز اور اہل پاکستان

ہم یہاں پاکستان کے رہنے والے مسلمان ایک نسبت سے بہت خوش نصیب ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ ملک ہمیں دیا ہے اور اس ملک میں اللہ کے دین کا غلبہ ہونا ہے اسی مقصد کے لئے یہ ملک بنا تھا اور یہی اس کا مقصود ہے۔کب تک یہ ملک اپنے باسیوں کی کوتاہیوں اور غلطیوں کی وجہ سے ٹھوکریں کھاتا اور اغیار کے رحم و کرم پر رہے گا اس کا تعلق براہِ راست ہمارے طرزِ عمل پر ہی ہے۔یہ ملک پاکستان دورِ صحابہ ؓ کے بعد مسلم اکثریت کا ایسا علاقہ ہے جو زبردست عسکری، سیاسی اور تزویراتی اہمیت کا حامل ملک ہے۔اس کا محل وقوع دنیا بھر کے ممالک کے لئے قابل رشک ہی نہیں قابل قدر بھی ہے۔یہ صرف دنیاوی اعتبار سے نہیں مذہبی اعتبار سے بھی پاکستان کا محل وقوع اس کے اعلیٰ مقصد تخلیق اور مشن کے شایانِ شان ہے اور منفرد ہے ـــــــ اور وہ منفرد شان یہ ہے۔

☆ پاکستان سے مغرب کی طرف دائیں افغانستان ہے اور بائیں ایران ہے۔پاکستان کے جنوب میں بحیرۂ عرب ہے۔ایران سے آگے خلیج فارس ہے اور پھر جزیرۂ نمائے عرب ہے۔ یہی وہ سرزمین ہے جس میں حرمین شریفین واقع ہیں۔

مکہ شہر میں کعبۃ اللہ ہے اس کا طول بلد اور عرض بلد ایسا ہے کہ طول بلد کا خط کراچی سے کوئی آٹھ سو کلومیٹر جنوب کی طرف ہے۔(ضمنی طور پر یہ یاد رکھنے کے قابل چیز ہے کہ ہندو قدیم مذہب ہے یقیناً ان کے ہاں پیغمبر علیہم السلام آئے ہوں گے انہیں کی تعلیمات وقت کے ساتھ

ساتھ بگڑ کر ہندوقوم کے موجودہ عقائد ونظریات بن گئے اور لوگ گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ اتنی بات اب بھی ان کے ہاں موجود ہے کہ ان کی عبادت گاہ مندر کہلاتی ہے۔ مندر (عبادت گاہ) یامَنْ دَرْ اپنے باطن میں اپنی رُوح (مَنْ) کی پہچان کے لئے یہ دروازہ ہے ـــــــــ یعنی اُن کی عبادت گاہیں 'مندر' اس لئے کہلاتی ہیں کہ جہاں انسان آ کر اپنے اندر کے انسان کی تسکین کا سامان پاتا ہے اور اگر غور کریں تو اپنے 'من' میں ڈوب کر حقیقت (اللہ تعالیٰ) تک پہنچ سکتا ہے۔ بقول اقبال

ع　　　اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی

پورے ہند میں سب سے بڑا مندر پہلے بھی 'سومنات' کا مندر تھا یہ ریاست جونا گڑھ میں ساحل سمندر پر ممبئی شہر سے کوئی ڈھائی سو کلومیٹر شمال کی طرف واقع ہے۔ اسی مندر میں موجود بے حیائی کی مجسم شکلوں کو مٹانے کے لئے سلطان محمود غزنوی نے اسے گرا دیا تھا (1026ء) ہندو مذہب میں یہ مندر ان کا سب سے متبرک مندر تھا اور اب بھی ہے کہ آزادی کے بعد اُنہوں نے 1950-51 میں اسے دوبارہ تعمیر کر لیا تھا اور حیرت ہے کہ یہ مندر کعبہ کے عین مشرق میں اسی طول بلد پر واقع ہے اور ہندو مذہب میں یہ بھی ہے کہ اس سومنات کے مندر سے عین مغرب میں بہت دور ایک عبادت گاہ ہے وہ اصل عبادت گاہ ہے۔ مگر افسوس کہ وہ نہ اسلام کو ماننے کو تیار ہیں نہ مکہ کو نہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو)۔

پاکستان کا علاقہ کراچی سے چترال تک کعبہ کے مرکز سے مشرق کی طرف کوئی 8 سے لے کر 14 درجے میں واقع ہے۔ جو خوش نصیب لوگ مکہ گئے ہیں انہیں معلوم ہے اور اس کا تجربہ بھی ہے کہ کعبہ کی عمارت تقریباً ایک مربع شکل کی ہے اور زمین پر نقشے میں دیکھیں تو کعبہ کے جس کونے پر حجر اسود ہے اور اسی سمت دور کوہِ صفا ہے۔ اس کونے سے حجر اسود اور کوہِ صفا کو ملا کر ایک خط مستقیم دور تک کھینچ دیں یہ خط والی سمت عین مشرق ہے۔ پھر حجر اسود سے کعبہ کے دروازے والی دیوار ہے یہ دیوار جس میں کعبہ کا دروازہ ہے یہ جگہ ''ملتزم'' کہلاتی ہے اور کعبہ کے اردگرد سب سے متبرک جگہ ہے یہیں لوگ چمٹ چمٹ کر دُعائیں کرتے ہیں اور کچھ شرائط کے ساتھ یہاں دعائیں قبول ہوتی بھی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں اس لئے کہ یہ فرمانِ رسالت ﷺ ہے۔ اسی دیوار کا دوسرا کونہ رکن عراقی کہلاتا ہے۔

جو لوگ حج عمرہ کو جاتے ہیں وہ طواف کے بعد یہیں نوافل ادا کرتے ہیں اور اسی دیوار کے سامنے بیٹھنے کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہ "ملتزم" والی دیوار ہے اور کعبہ کا بھی زیادہ برکت والا حصہ ہے۔

پاکستان کے اعتبار سے قابل غور بات یہ ہے کہ ہم یہاں کے مسلمان جب سجدہ کرتے ہیں تو ہمارا ہر سجدہ عین حجرِ اسود سے ذرا دائیں کعبہ کے دروازے کے عین سامنے ہوتا ہے اور پورا پاکستان ملتزم کے سامنے موجود ہے۔ گویا اگر ہماری باطنی آنکھیں کھلی ہوں، حضوری کا احساس ہو، توجہ الی اللہ ہو ـــــــ تو یہی نماز ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ ہم کعبہ کے دروازے کے سامنے ادا کر رہے ہیں۔ ؎ یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

بیت اللہ، طواف، صلوٰۃ، اقامت صلوٰۃ کے ساتھ ساتھ ہم مسلمانانِ پاکستان کے لئے 'ملتزم' کا ہمہ وقت مواجہہ ہمیں ایک پیغام دیتا ہے ـــــــ اور وہ پیغام یہ ہے کہ یہ ملک خداداد ـــــــ خالق ارض و سماء کی مشیت میں ایک منفرد حصہ کاٹ کر ہمیں ایک اعلیٰ مشن اور مقصد کے لئے عطا ہوا ہے اور وہ مشن بقول علامہ اقبال اور بقول بانی پاکستان محمد علی جناح اللہ کے دین کے نفاذ یا نظامِ خلافت کے قیام کا مشن ہے۔ دیکھنے والی آنکھ چاہئے اور عبرت پذیر دل چاہئے تو یہ میسر ہو جائے تو ہمیں اپنی خوش نصیبی پر ناز ہو گا ـــــــ اس مشن کا جھنڈا اُٹھانا ہی ہمارا مقصد وجود ہے بطورِ مسلمان کے بھی اور بطور پاکستانی مسلمان کے بھی۔

ہماری ہر نماز اور ہر سجدہ ہمیں اپنے رب کی رضا کے حصول کے جذبے کے ساتھ اپنے مشن کی یاد دلاتا ہے اور ہمیں پکارتا ہے۔ مگر ہم ہیں کہ اس سے غافل اور دیگر غیر ضروری دلچسپیوں میں مگن ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ بالخصوص پاکستان کے مسلمان نوجوان کو حقیقت شناس دل دے اور دیکھنے والی آنکھ دے کہ وہ اپنے حقیقی مشن کو سمجھ کر اس کے لئے اپنی صلاحیتیں وقف کر سکے اور اس طرح انسانیت کو ایک عادلانہ نظام کا نمونہ دکھا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی نماز کی طرف توجہ کرا دے اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس عطا فرمائے۔ آمین

؎ میری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

صہیونیت 2000ء کے بعد

انجینئر مختار فاروقی

اسرائیل کے قیام کے بعد صہیونیت کے پیشِ نظر منصوبہ جات میں بظاہر دو اہم منصوبے یہ تھے

(i) حضرت سلیمان علیہ السلام کا تعمیر کردہ ہیکل سلیمانی (جو ایک دفعہ 567 ق م میں نمرود بادشاہ بخت نصر نے گرایا تھا جس کے بعد اُنہوں نے دوبارہ تعمیر کر لیا تھا۔ دوسری مرتبہ رومی حملہ آور جرنیل ٹائٹس نے 70ء میں گرایا تھا جو اب تک 1940 سال سے گرا پڑا ہے) کو تیسری مرتبہ تعمیر کرنا۔

(ii) صہیونیت کا اسرائیل کے ذریعے ساری دنیا پر قبضہ اور قرضوں کی معیشت کے ذریعے عالمی حکومت کا قیام۔

آیئے ان دونوں منصوبہ جات کے بارے میں قدرے تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں

ہیکل سلیمان کی تیسری تعمیر

یہود اور دراصل صہیونیت بزعم خویش حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے بہت سے پیغمبروں کے قتل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے من حیث القوم انکار کے باوجود ارضِ مقدس یروشلم پر اپنا حق سمجھتی ہے (حالانکہ یہ کسی قاعدے اور قانون کے مطابق ان کا حق نہیں ہے) آسمانی ہدایت میں تو ان کے انکارِ مسیح علیہ السلام کے بعد ان کو سزا کے طور پر وہاں سے نکالا گیا تھا

بعدازاں حضرت محمد ﷺ کی عالمی نبوت اور ختم نبوت کے بعد بیت اللہ کے ساتھ یروشلم بھی مسلمانوں کے حوالے ہو گیا۔ اس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی یادگاریں انبیاء کرام علیہم السلام پر تسلسل کے ساتھ ایمان لانے والوں کا ہی حق ہے اور ایسے مقاماتِ مقدسہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ بعد کے انبیاء کرام علیہم السلام کی اُمتوں کے ہی حوالے کرتا رہا ہے یہی سنت اللہ ہے۔

تاہم ظلم، جبر، استحصال، جائز ناجائز ہتھکنڈوں، ابلیسی چالوں، شراب، عورت، جوا، سٹہ، بے حیائی اور سود کے ذریعے عالمی وسائل پر قبضہ کر کے صہیونیت نے حیلوں بہانوں سے گزشتہ تین صدیوں سے عالمی معیشت پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا ہے اور علمی اور سیاسی منظر پر سامنے آ کر جنگ کے بعد کوئی علاقہ فتح کر کے حکومت بنانے کی بجائے سازشوں سے اسرائیل کی حکومت کی حفاظت اور تسلسل عالمی طاقتوں اور UNO، IMF اور WB کے ذریعے کرا رہی ہے۔

1897ء میں جلاوطن یہود کے لئے ایک وطن کا نظریہ پیش کیا گیا عالمی جیوش کانگریس کے اجلاس ہوتے رہے۔ ایک صد سالہ (1897ء_1997ء) منصوبہ (ROAD MAP) بنا جس کے تحت ہر طرح کے ناجائز ہتھکنڈوں سے اسرائیل ملک مئی 1948ء میں بن گیا۔ مگر قدرت کے کام اور منصوبے اپنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسانی سوچ کے ایسے منفی منصوبہ جات کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (12-21)

''اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''

ایک اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْفَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (02-251)

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے (پر چڑھائی اور حملے کرنے) سے نہ ہٹاتا رہتا تو (کل روئے) زمین (کا امن) تباہ ہو جاتا لیکن اللہ جہان والوں پر بڑا مہربان ہے''

صہیونیت کا یہ صد سالہ منصوبہ ـــــــــ ہمارے سامنے ہے۔

یا حسرتا۔۔۔۔۔۔ صد افسوس کہ یہ منصوبہ ROAD MAP کے مطابق کامیاب نہیں ہوسکا اور اس منصوبہ میں ناکامی کا احساس صہیونیت کے لیے سوہانِ روح ہے۔ اس ناکامی کا داغ چھپانے کے لئے اُنہوں نے کئی کام کئے ہیں جو یہاں ہم ترتیب وار ذکر کیے دیتے ہیں۔

01۔ صہیونیت نے اپنے منصوبہ جات کا ایک عوامی ایڈیشن پیش گوئیوں (PROPHECIES) کی شکل میں آج سے پانچ سو سال پہلے ہی عام کر دیا تھا۔ ان کے زعم میں چونکہ آسمانی ہدایت کے تحت ہر اُمت کی عمر ایک ہوتی ہے جو ایک ہزار سال مقرر ہے۔ (ایک حدیث پاک میں بھی اسی طرح کا تذکرہ آیا ہے) صہیونیت کے پرستار (اپنے آسمانی صحیفوں اور تورات کے علم کے مطابق) نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے ایک ہزار بعد سے اپنے منصوبہ جات کی کامیابی کی ایک اُمید دل میں لئے ہوئے تھے۔ 610ء میں آپ ﷺ پر وحی کا آغاز ہوا۔ 1000ء سال بعد قمری اعتبار سے دیکھیں تو 1580ء کے قریب کا سن بنتا ہے۔ شمسی کیلنڈر دیکھیں تو 1610ء بنتا ہے۔

صہیونیت نے اپنے ایک آدمی کو کھڑا کر دیا۔ ناسٹراڈیمس اس کا نام تھا اور 1560ء کے بعد کسی عرصے میں اس کے ذریعے عام انسانوں کے سامنے اپنے منصوبوں اور امنگوں کی ایک 'آتشیں ہوائی' پیش گوئیوں کے طور پر اُڑا دی۔ کچھ شاعری کچھ نثر میں آئندہ کئی صدیوں تک کے واقعات کو اس شخص نے قلم بند کر دیا۔ اس ساری مشق (EXERCISE) کی بنیاد کیا تھی اور حتمی حوالہ (SOURCE) کیا تھا کسی کو معلوم نہیں۔ بظاہر نظام فلکیات اور جادوئی کہانیوں (OCCULT SCIENCES) کی طرز کی کوئی حقیقت بیان کی گئی مگر دراصل وہ پیش گوئیاں آئندہ آنے والی صدیوں میں یہود کے طویل المدتی منصوبہ جات تھے۔

یاد رہے کہ اسی طرح کے ارشادات ہمارے ہاں برصغیر میں ایک صوفی نما شاعر شاہ نعمت اللہ سبزواری کے نام سے ملتے ہیں اور ان کا دور ناسٹراڈیمس سے ذرا قبل کا ہے کئی لوگ ان پیش گوئیوں کو الہامی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ صہیونیت کے اکابران منصوبہ جات پر اپنے باطنی علم قبالہ (KABBALA) کے ذریعے پہنچے تھے اور شاہ نعمت اللہ ولی صاحب علم جفر کے ذریعے اپنے خیالات عالیہ کو لوگوں تک پہنچانے کے قابل ہوئے تھے۔ ہمارے نزدیک یہود کا علم الاعداد

(NUMEROLOGY) ہی ہمارے ہاں کے رائج معروف علم الاعداد (علم جفر) کی بنیاد ہے۔ حروف ابجد کے ذریعے حروف کو کچھ ریاضی کے عدد الاٹ کر دیے گئے ہیں اور اسی پر ہر چیز کو پرکھ کر آگے کی کڑیاں ملائی جاتی ہیں۔ یہ حروف ابجد عربی کے حروف تہجی (ALPHABET) نہیں ہیں بلکہ یہود کی مقدس زبان جس میں تورات شریف اُتری تھی اس کے حروف تہجی (ALPHABET) ہیں۔ مسلمانوں نے اس میں تین الفاظ کا اضافہ کر کے علم جفر کے نام سے عام کر دیا حالانکہ اس کے بغیر وہ عربی کے حروف تہجی نہیں بنتے۔ یاد رہے کہ عربی کے حروف تہجی 28 ہیں (اس موضوع پر ہم ابتدائی قسطوں میں تفصیل سے بحث کر چکے ہیں۔)

ناسٹراڈیمس کی پیش گوئیوں کا مغرب میں خوب تذکرہ ہے اور اگر وہ پیش گوئیاں کہیں مکمل یکجا موجود ہیں تو وہ خود 'یہود' کی خفیہ لائبریریاں ہی ہو سکتی ہیں۔ پھر اس 'قبالہ' کے علم کے ذریعے ان پیش گوئیوں کو ہر دور میں حالات پر انطباق کرنا بھی انہیں کا کام ہے۔ یہ بھی اُنہوں نے راز رکھا ہوا ہے۔ تا کہ حالات ناموافق ہوں منصوبہ فیل ہو رہا ہو تو ناسٹراڈیمس کے بیان کردہ الفاظ کو نئے معنی پہنا کر لوگوں کو مطمئن کر دیا جائے۔

ان پیش گوئیوں کو وقت سے پہلے افشا کر کے صیہونیت کبھی کبھی عوامی آگہی (PUBLIC AWARENESS) اور رائے عامہ کو اپنے حق میں کرنے کا کام لیتی ہے۔ کوئی واقعہ ہونے والا ہوتا ہے یا کوئی کام صیہونیت کرنے جا رہی ہے تو اس کی پیش گوئیاں عام کر دیتے ہیں تا کہ جب وہ واقع ہو تو ـــــــــ عالمی رائے عامہ چونک نہ جائے بلکہ ساری دنیا مطمئن اور صیہونیت کی چالاکیوں اور ابلیسی منصوبہ کی داد دے رہی ہو۔

02۔ 1990ء کے عشرے کے آخری سالوں میں جبکہ صیہونیت کا صد سالہ منصوبہ فیل ہو رہا تھا ـــــــــ ناسٹراڈیمس کی پیش گوئیوں پر مبنی ایک ویڈیو کیسٹ عام کی گئی۔ امریکہ سے مسلمان ملکوں میں آئی۔ ہم تک بھی پہنچی ہم نے بھی دیکھی۔ اس کا نام تھا NOSTR A DAMUS AND ANTI CHRIST۔

03۔ ایک تیر سے دو شکار کا محاورہ آپ نے سنا ہوگا۔ اس مقولہ اور محاورہ کی شاہکار مثال یہ ویڈیو فلم تھی۔ اس ویڈیو میں عیسائیوں کے اس عقیدہ پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ آنے

والے ہیں (اور گزشتہ 30 سالوں میں مغرب میں کم از کم 500 سے زیادہ کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور ابھی لکھی جا رہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اب آ جانا چاہئے) اس عقیدہ کا استحصال کرتے ہوئے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے عیسائی دنیا کو مسلم دنیا کے خلاف کرنے کے لئے اور امریکی رائے عامہ کو مسلمانوں کے بارے میں دہشت گردی (جو آج ہر شخص کی زبان پر ہے) کا IMAGE بنانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام (CHRIST) کے آنے کے بعد ان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے مقابلے کے لئے ایک (فرضی) ANTI-CHRIST کا تصور دیا۔ یہاں تک تو بات قابل فہم ہے کہ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو لازماً ٹکراؤ ہوگا ان کی مخالف قوتیں بھی ہوں گی ان کے لئے ANTI-CHRIST کی اصطلاح استعمال کی گئی اور اس کو فلم بنا کر عیسائی دنیا کو ایک خلاف حقیقت بات (خالص جھوٹ) کو سچ بنا کر پیش کر دیا گیا اور رائے عامہ کو اپنے مطلوبہ حالات کے مطابق کر لیا گیا۔

04۔ دنیا جانتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آج سے دو ہزار سال قبل تشریف لائے تھے تو اس وقت یہودی علماء یعنی بنی اسرائیل کے علماء ہی ان کے مخالف تھے اور یہود کے علماء نے ہی ان پر الزامات لگا کر سزائے موت سنائی تھی اور رومی حکمران کے حوالے کر دیا تھا۔

لہٰذا ـــــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دشمنی تو یہود یا صہیونیت کی تھی اور اگر اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو ـــــــ اللہ تعالیٰ کی تقویم میں یہود (یا صہیونیت) ہی کے لئے عذاب کا کوڑا بن کر آئیں گے۔ لہٰذا اگر عصر حاضر میں حضرت مسیح علیہ السلام کا کوئی مدمقابل ہوگا تو وہ صہیونیت ہے مگر چالاکی اور سفارت کاری (DIPLOMACY) جس کا دوسرا نام منافقت ہی ہوسکتا ہے ـــــــ سے اس ویڈیو فلم میں ایک مسلم عرب شہزادے کو حضرت مسیح علیہ السلام کی متوقع آمد پر اُن کے مدمقابل (ANTI-CHRIST) کے طور پر پیش کیا گیا۔ (یہ ساری محنت بعد میں 'اُسامہ بن لادن' کے تصور کے ذریعے دنیا کے سامنے آ گئی جس کا منصوبہ صہیونیت نے پہلے سے تیار کر کے امریکی رائے عامہ کو ہم خیال بنا لیا تھا)۔

05۔ اس ویڈیو میں 1996ء میں یہ کہا گیا تھا کہ ایک عرب شہزادہ (ANTI-CHRIST) اُٹھے گا امریکہ پر حملہ کر دے گا۔

ناسٹراڈیمس کی پیش گوئیوں کے الفاظ میں ــــــــ وہ دو لوہے کے پہاڑوں کو گرادے گا اور اس ویڈیو میں امریکہ پر حملہ فلمایا گیا تھا اس کے کئی متوقع مناظر دکھائے گئے تھے۔

06۔ 2001ء میں یہی منصوبہ ــــــــ سامنے آیا۔ ورلڈٹریڈ سنٹر کی دو عمارتیں TWIN-TOWERS پر حملہ ہوا۔ احتیاط کے طور پر ــــــــ کہ اگر ہوائی جہازوں کے ٹکرانے کا منصوبہ رہ جائے تو ایک تیسری عمارت بھی منصوبے میں شامل کر لی گئی۔ 102 منزلہ دو عمارتوں کو جہازوں کی ٹکر سے گرانا ظاہر کیا گیا۔

جبکہ ــــــــ دنیا جانتی ہے اور آج نہیں تو کل ضرورحق واضح ہوگا کہ یہ اصل منصوبہ کیا تھا۔ دوعمارتوں سے تو جہاز ٹکرائے مگر اسی علاقے میں ایک کئی منزل تیسری ملحقہ عمارت ان TWIN-TOWERS جہاز کے ٹکرانے سے نہیں گری بلکہ پہلے سے اندر کوئی کیمیائی مواد نصب تھا اور تینوں عمارتوں کو گرانے کا منصوبہ مکمل تھا جو روبعمل ہو کر سامنے آ گیا جہاز ٹکرانے کا عمل تو ڈرامہ تھا۔ اس واقع کو 9/11 (نائن الیون) کا واقعہ کہتے ہیں یعنی 11 ستمبر 2001ء کا واقعہ۔ امریکی عوام بولنے اور لکھنے میں مہینہ پہلے لکھتے ہیں پھر اس مہینے کی تاریخ لکھتے ہیں پھر اس کے بعد سن لکھتے ہیں۔ لکھنے میں Sept 11, 2001 اور پڑھنے میں ستمبر 11 یا نائن الیون پڑھیں گے۔ یہ الفاظ اصطلاح کے طور پر عالمی سطح پر پہچانے جاتے ہیں۔

07۔ ناسٹراڈیمس کی اس ویڈیو میں پیش گوئی کے طور پر ANTI-CHRIST ایک عرب شہزادے کو ظاہر کیا گیا ہے۔ جو گویا عیسائی دنیا کا دشمن ہوگا۔ پھر وہ امریکہ پر حملہ کرے گا اور پیش گوئیوں کے مطابق تیسری ہزاری کے شروع میں ستمبر کے مہینے میں یہ واقعہ ہوگا۔ ہوبہو ــــــــ یہ واقعہ یہود نے PLAN کر کے کیا اور الزام لگا دیا پہلے سے تیار ایک کردار پر (جو افغان جنگ میں امریکہ کا ساتھی تھا) اُسامہ بن لادن پر۔ یہ سارا بہت پہلے سے ایک تیار شدہ پکا پکایا منصوبہ تھا اور جسے امریکہ انتظامیہ صیہونیت کے اعلیٰ دماغ، عالمی ایجنسیاں اور یہود کے زیر اثر لوگ جانتے تھے اور امریکی رائے عامہ اس ویڈیو کے ذریعے تیار کی گئی تھی۔

عالم اسلام کے خلاف عصر حاضر کی صلیبی جنگ کا آغاز نائن الیون کے واقعہ کو بہانہ بنا

کر کیا گیا ——— دراصل اسرائیل کے منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے امریکہ یو این او کے ذریعے قرار دادیں پاس کرا کے NATO کے نام سے عراق افغانستان اور پاکستان پر حملہ آور ہو گیا۔ عربوں کو بھی متنبہ کر کے ان کے گرد شکنجہ کسا جانے لگا۔

حیرت کی بات ہے اور صہیونیت کی حواس باختگی کہ حضرت مسیح علیہ السلام تو عیسائی دنیا کے عقیدہ کے مطابق 1996ء کے بعد اب تک (جنوری 2012ء) تشریف نہیں لائے مگر مبارکباد کے مستحق وہ ابلیسی اور شیطانی سوچ کے لوگ ہیں جنہیں ZOINS کہا جاتا ہے ان کا مشن ZOINISM یا صہیونیت کہلاتا ہے — کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا دشمن (ANTI-CHRIST) پہلے آ گیا اور اس کو بزعم خویش ختم بھی کر دیا گیا اور دنیا سے میڈیا کے زور پر اس بات کو منوا بھی لیا۔ حالانکہ یہ ساری بات (9/11 کا واقعہ) ایک خود ساختہ ڈرامہ سے زیادہ حیثیت کی چیز نہیں ہے۔ (امریکی زوال کے بعد کہیں اس واقعہ کی تحقیقات ہوں گی تو بہت سارے راز فاش ہوں گے۔ ان شاء اللہ)

08۔ صہیونیت کا اہم منصوبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہیکل سلیمانی کی تیسری تعمیر ہے۔ یہود کے پاس مالی وسائل بہت ہیں۔ ٹیکنالوجی بھی ہے نقشہ جات 1992ء سے تیار شدہ ہیں۔ (غالباً ٹائم میگزین میں شائع بھی ہوئے تھے) مگر وہ منصوبہ شروع اس وجہ سے نہیں ہو پا رہا کہ ——— عین اس جگہ جہاں وہ ہیکل تعمیر ہونا ہے ایک مسلمان حکمران (اموی خلیفہ) نے پہلی صدی ہجری میں ہی ایک گنبد نما عمارت (موجود عمارت) بنا دی تھی تا کہ اس عظیم یادگار کا نشان

found.

رہے اور وہ آثار بھی محفوظ ہو جائیں۔ مسجد اقصیٰ نام کی مسجد درحقیقت مسجد عمر (رضی اللہ عنہ) ہے جو الگ سے ایک مسجد ہے' یہ قبۃ الصخرہ یا عرفِ عام میں مسجد اقصیٰ تو ایک بڑی ساری عمارت ہے اور اس کے اندر پہاڑیاں ہیں زیادہ تر ناہموار جگہ ہے تاکہ 70ء کے گرے ہوئے ہیکل کے اصلی آثار موجود رہیں۔ فرشی جگہ یا قالین بچھا ہوا حصہ بہت کم ہے۔ یہ عمارت گرے تب وہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کا آغاز ہوسکتا ہے۔ فلسطین کے جانثار مسلمان گزشتہ ساٹھ سالوں سے اس کام میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسرائیلی حکومت فلسطینیوں پر مظالم ڈھا رہی ہے تاکہ وہ یروشلم چھوڑ دیں اور ہیکل کی تعمیر ہوسکے۔

09۔ صہیونیت کی شرارت کی یہ بھی مثال ہے کہ نائن الیون کے واقعہ کے بعد امریکی صدر بش نے مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے تیاریاں کیں اور اسے صلیبی جنگ قرار دیا تو یہود نے بھی پرُاُمید ہو کر کہ اب حالات سازگار ہیں۔ یکم اکتوبر 2001ء کو ہیکل سلیمانی کا سنگ بنیاد رکھ دیا۔ بڑے اہتمام سے یہ تقریب منعقد ہوئی اور اُن کو اُمید ہو چلی تھی کہ اب امریکہ افغانستان پر حملہ کرے گا (7 اکتوبر 2001ء) اور عراق کو بھی تباہ کر دے گا اور ہم یہ ہیکل مکمل کر لیں گے۔ مگر 'مغضوبِ علیھم' قوم کے منصوبے اللہ تعالیٰ کیسے مکمل ہونے دیتا۔ آنے والا وقت بالآخر ان کے تمام منصوبوں پر پانی پھیرنے والا ہے۔

عالمی حکومت کا قیام

صہیونیت کا دوسرا ابلیسی منصوبہ یہ ہے کہ آج دنیا کو اُنہوں نے بے حیائی عریانی فحاشی میں جس جگہ لا کھڑا کیا ہے وہاں سے آگے لے جا کر بے حیائی اور بدکاری کو مزید عام کر دیا جائے اور لوگ جانوروں کی طرح سر راہ بدکاری و بے حیائی کے کام کر رہے ہوں۔ مغرب میں تو ان قوموں کا یہ نقطہ کمال اس وقت بھی ہے اور گرمیوں میں یہ لوگ جب ساحل سمندر کی سیر کو نکلتے ہیں تو دھوپ تاپنے کے بہانے ان ساحلوں پر ریت کے اوپر ان انسانوں کے بے لباس گوشت پوست ایسے ہوتے ہیں جیسے جانور بے لباس ہوتے ہیں اور انسانی گوشت کی نمائش ہر قسم کے پردہ سے عاری ہوتی ہے کہ جیسے تھوک مارکیٹ میں گائے بکرے کا گوشت حد نگاہ تک پھیلا نظر آ رہا ہوتا ہے۔ واقعتاً یہ معاشرے حیوانی سطح تک اُتر چکے ہیں اور اس گراوٹ میں میڈیا کا بہت بڑا ہاتھ اور صہیونیت کے عالمی دماغ (MASTER-MIND)، فلم کلچر اور سیر و تفریح کے نام پر یہ سب کچھ کرا رہے ہیں۔

اس کے جلو میں یہود کا چالاک ذہن یہاں تک پہنچا ہے کہ جب انسان اس طرح حیوانیت پر اُتر آتا ہے تو وہ چونکہ معاملات دنیا کو کماحقہٗ نہیں چلا سکتا لہٰذا یہود کے دو بڑے طبقات ہیں۔ ایک مذہبی یہودی (PRACTICING JEWS) کہلاتے ہیں اور دوسرے لبرل یہودی (LIBRAL JEWS) یا روشن خیال یہودی۔ لبرل یہودی قوم ہر طرح کی اخلاقی گمراہیوں میں غرق ہیں تاہم مذہبی یہودی عام طور پر اپنے آپ کو ان برائیوں سے بچاتا ہے۔ ایک راوی کے مطابق امریکہ میں نیویارک سے باہر یہود کی بستیاں ہیں اور ان مذہبی یہودیوں کے ہاں ٹی وی بھی نہیں ہے کہ یہ اخلاق خراب کرتا ہے پردہ ہے اپنی مذہبی شعائر ہیں۔ بظاہر یہ دو قسم کے یہودی ہیں مگر نظریات میں دونوں ایک ہیں۔ ایک عالمی یہودی ریاست کا قیام ان دونوں کا مشترکہ مطمع نظر ہے۔

عالمی یہودی ریاست کا نظریہ کیا ہے؟

یہودی پہلے بھی ہمیشہ بہت قلیل رہے ہیں اور اب بھی ایک سروے کے مطابق صرف 13 ملین سے لے کر 15 ملین تک ہیں۔ گویا ایک سو مسلمانوں کے مقابلے میں صرف ایک یہودی

ہے۔اتنی قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود وہ عالمی حکومت کیسے بنائیں گے؟۔یہ سوال بڑا دلچسپ ہےاور ہر غیر یہودی بالخصوص مسلمانوں کے لئے حددرجے غور طلب بھی ہے۔

صہیونیت کے ان منصوبہ سازوں نے یہ نقشہ (ROAD MAP) یالائحہ عمل نہیں بنایا کہ ہم اپنے مذہب کی تبلیغ کریں گے اور ہماری بالادستی کی وجہ سے لوگ ہمارا دین قبول کرتے جائیں گےاور یوں دنیا میں JEWS کی آبادی اورنفری بہت زیادہ ہوجائے گی اس طرح ہم دنیا پر حکومت کریں گے۔ بلکہ ان کا منصوبہ کچھ اور قسم کا ہے کہ اس کو تفصیل سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

☆ اس منصوبہ کا پہلا زینہ اس صہیونی اور ابلیسی گروہ کا یہ ہے کہ اُنہوں نے ڈھائی ہزار سال سے اس عقیدے کو سینے سے چمٹایا ہوا ہے کہ دنیا میں انسان کہلانے کے مستحق صرف یہود ہیں۔ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی اولاد ہیں اور ان کے جینز (GENES) بہت اعلیٰ ہیں یا DNA ایک آئیڈیل قسم کا ہے وہ خدا کے محبوب اور بقول بائبل CHOSEN PEOPLE OF THE LORD ہیں۔جبکہ دنیا کی دوسری آبادی' انسان نما حیوان ہیں یعنی انسان نظر آتے ہیں شکل وصورت انسانوں کی ہے مگر وہ دراصل حیوان ہیں ان کے بقول گدھے اور غیر یہودی میں صرف شکل وصورت کا فرق ہے لہٰذا غیر یہودی طبقہ کو وہ GENTILES اور GOYEMS کہتے ہیں اور حقیقتاً مذہبی عقیدہ کے طور پر اس پر گہرا یقین رکھتے ہیں۔قرآن پاک میں سورۃ آلعمران میں اسی بات کی گواہی موجود ہے۔

اس خبیث اور شیطانی سوچ کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ اسرائیلی انسانوں کے لئے گھریلو پالتو PETS اور WILD LIFE کی طرح کے حقوق (جیسے UNO وغیرہ کے تحت جانوروں کے کچھ حقوق ہیں کہ انہیں کھانا، پینا، گھر، ماحول اور بقائے نسل کے لئے اکھٹے رہنے کا حق حاصل ہوگا) بس ان تمام غیر یہودی عوام کے کوئی سیاسی یا سماجی حقوق نہیں ہوں گے ان کا آئندہ عالمی یہودی ریاست میں کوئی عمل دخل نہیں ہوگا بس غیر یہودی لوگ کاروبار کریں گے کمائیں گے اچھے مکانات اور رہائش میسر ہوں گی مگر اعلیٰ اخلاقی نظریات اور ان کے مطابق کوئی انسانی حیات کے تقاضے یہ ان کا موضوع ہی نہیں ہوگا۔ یہ سیاسی اخلاقی اور اعلیٰ نظریات کا میدان صرف صہیونیت کا ابلیسی ذہن رکھنے والے یہود کا حق ہےاور یہ کام جو وہ آگے کرنے کا ناپاک ارادہ رکھتے ہیں (ان کے بقول)

خدا نے اُن کو اسی لئے پیدا کیا ہے اور اسی لئے ساری دنیا میں سے CHOSEN بنا دیا ہے۔

عالمی صہیونی ریاست کا چارٹر

صہیونیت کا یہ خود ساختہ عالمی ریاست کا منصوبہ (اللہ کرے یہ کبھی کامیاب نہ ہو) تمام عالم کے انسانوں کی تذلیل اور ان کے دائمی اور بدترین استحصال کا دوسرا نام ہے اور اگر انسانیت اس ناپاک منصوبے میں جکڑی گئی تو اس کی گرفت سے نکلنا صدیوں کی بات ہوگی۔ اس منصوبے کی طرف ان کے نقطہ نظر سے بہت حد تک بنیادی کام (SPADE WORK) ہو چکا ہے پیش قدمی جاری ہے اور عنقریب وہ اس کو روبعمل لے آئیں گے۔

انگریزی محاورے GIVE THE DEVIL HIS DUE کے مصداق قارئین کرام اگر آج کے مغربی اور ملکی ماحول پر نگاہ ڈالیں تو اس نتیجے تک پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی کہ واقعتاً آج بھی مغربی بالادستی اور میڈیا نے انسانوں کو کولہو کا بیل اور گدھا گاڑی کا گدھا بنا کر رکھ دیا ہے۔ عوام کی سطح پر ایک مزدور کسان اور نچلے درجے کا سرکاری وغیر سرکاری ملازم آج صبح کرتا ہے جلدی سے تیار ہوتا ہے ناشتہ کرتا ہے ٹی وی کی خبریں دیکھتا ہے کام پر جاتا ہے جائز ناجائز طریقے سے معاش کماتا ہے جھوٹ فراڈ بددیانتی کوئی عیب نہیں ہے بلکہ یہ جلد اور بہتر معاش کمانے کا گر سمجھا جاتا ہے۔ واپس آتا ہے سودا سلف خریدتا ہے ٹی وی دیکھتا ہے ENTERTAINMENT میں وقت گزارتا ہے اپنے معیار کی عیاشی کرتا ہے سو جاتا ہے۔ عام مسلمان کے نزدیک بھی اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ، سچائی، اخلاق کردار آخرت کی فکر، حلال وحرام کا معیار کوئی تردد یا فکر کی بات ہی نہیں ہے اور اسے سنجیدگی سے (SERIOUSLY) لینے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اسی طرح زندگی گزرتی رہتی ہے یہاں تک موت آجاتی ہے۔ لسان العصر اکبر آلہ آبادی نے ایک صدی پہلے مغربی معاشرے اور اس کے زیر اثر طبقات کا یوں نقشہ کھینچا تھا۔

ے ہوئے اس قدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا
کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے ہسپتال جا کر

یا ے کیا کہیں احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی اے بنے نوکر ہوئے پنشن ملی پھر مر گئے

یعنی کائنات کے وہ حقائق جن کی طرف دین و مذہب رہنمائی کرتا ہے اور اعلیٰ انسانی اخلاقی رویے ان سے کوسوں دور یہ طرز زندگی حیوانی طرز زندگی ہے تانگے کے گھوڑے، گدھا گاڑی کے گدھے اور اس سطح پر زندگی گزارنے والے انسان میں حقیقتاً کوئی فرق نہیں۔ حیرت ہے کہ صہیونیت نے عالمی سطح پر یہ مزاج دنیا کے انسانوں کی اکثریت کا بنا دیا ہے اور یہ پتھر کی لکیر ہو چکا ہے کوئی تحریک اور مذہبی لہر یقیناً اب بھی اس کو بدل سکتی ہے مگر کوئی اتنی زوردار مذہبی اور یا اصلاحی تحریک میدان عمل میں ہے ہی نہیں کہ نتیجہ خیز ہو۔ علامہ اقبال قرآن کے مبلغ تھے اور وہ اس کا دعویٰ بھی رکھتے ہیں۔ قرآن سمجھنے کی وجہ سے انہیں صہیونیت اور یہودیت اپنی اصلیت کے ساتھ سمجھ میں آ گئی تھی اور اس مغربی یورپی ابلیسی یلغار پر اُنہوں نے اپنی ضرب کلیمی سے چوٹیں بھی لگائیں ہیں۔ عصر حاضر کے بارے میں وہی یہ شعر کہہ سکتے تھے۔

ے عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تری دے کے تجھے فکر معاش

اس مثال پر قیاس فرمالیں غیر مسلم معاشروں کو جو مذہبی روایات کے برائے نام بھی قائل نہیں ہیں۔ لہٰذا وہ تو اسی لیول پر زندگی گزار رہے ہیں۔ صرف کچھ ELITE کلاس ہے۔ صاحب ثروت لوگ ہیں مترفین ہیں سردار ہیں لیڈران کرام ہیں وہ معاشی فکر سے آزاد ہیں اور اپنی مرضی کی زندگی گزارتے ہیں۔ یہ طبقات عالمی سطح پر ہر معاشرے میں بڑے موثر ہیں اور ان کا طرز زندگی (LIFESTYLE) ایک ہی ہے چاہے مذہب کوئی ہو کہ عیاشی کرو عوام محنت مزدوری کریں اور یہ طبقہ اقتدار کے مزے اُڑائے اُن کے بعد ان کے بیٹے آئیں گے وہ اسی طرح عیاشی کی زندگی گزاریں گے اور ان کے خیال میں دنیا یونہی چلتی رہے گی۔

صہیونیت کے اس ابلیسی منصوبے کی عالمگیر پذیرائی کے اثرات ہمارے سامنے ہیں اور خطرہ واضح طور پر موجود ہے اگلے مرحلے میں وہ عالمی حکومت بالفعل کیسے قائم کرتے ہیں اور اس کیلئے کیا نظام بناتے ہیں یہ مستقبل قریب کی بات ہے اور ع پردہ اُٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

اس پر ان شاء اللہ اگلے شمارے میں گفتگو ہوگی

یاجوج ماجوج کی یلغار

انجینئر مختار فاروقی

علاماتِ قیامت میں سے آٹھ کا بیان ہو چکا ہے۔نویں(9)علامت 'فتح یاجوج ماجوج' ہے یعنی یاجوج ماجوج کا اپنے علاقے سے نکل کر متمدن دنیا میں آ کر یلغار کر دینا ہے۔ جس سے امن تباہ ہو جائے گا وسائل رزق اور ضروریات زندگی پر وہ قبضہ کر لیں گے اور ترقی پذیر ممالک میں بنیادی ضروریات کا فقدان ہو جائے گا جس سے معاشی ضروریات کی فراہمی کا توازن بھی بگڑ جائے گا۔ یہ 'یاجوج ماجوج' کیا بلا ہے؟ اس کی تفصیلات خاصی دلچسپ بھی ہیں اور توجہ طلب بھی۔مگر افسوس کہ اس کے بارے میں اختلاف رائے بہت ہے اور اس گروہ کے تعیّن کے بارے میں تاحال کوئی ایسی رائے، جو قبول عام حاصل کر سکے، سامنے نہیں آسکی۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں 'یاجوج ماجوج' کے بارے میں چند اشارات اور اس کے ساتھ کچھ صفاتی سابقے لاحقے آ گئے ہیں جس سے اس گروہ کا ایک فرضی ہیولا بنانا آج قدرے آسان ہے۔ذیل میں سب سے پہلے ہم قرآن وحدیث کے ان چند محکمات کا ذکر کر رہے ہیں جو آئندہ غور وفکر کے لیے ہم سب کے سامنے رہنے ضروری ہیں۔

01۔ 'یاجوج ماجوج' انسان ہیں

تاریخی اعتبار سے اس گروہ کا تذکرہ سب سے پہلے حضرت ذوالقرنین (جو ایران کا

ایک بادشاہ تھا) کے زمانے میں ملتا ہے یہ تقریباً 400ق م کا دور ہے۔ حضرت ذوالقرنین ایران کے بادشاہ تھے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔اس بادشاہ نے اپنے دورِحکومت میں کئی اہم مہمیں سر کی ہیں ان میں سے ایک بڑی مہم اس کا مدائن (ایران کا پایۂ تخت) سے شمال کا سفر ہے۔

جب یہ بادشاہ شمال کی طرف سفر کرکے ایک پہاڑی علاقے تک پہنچا ہے جہاں سے آگے متمدن آبادیاں کم تھیں اور وہاں کے لوگوں کو آگے کسی تمدن یا تہذیب کا علم نہیں تھا۔ وہ لوگ بادشاہ اور اس کے مصاحبین کی زبان بھی نہیں سمجھتے تھے اگر یہ راستہ تجارتی شاہراہ اور فوجی گزرگاہ ہوتا تو مقامی لوگ کئی زبانوں اور تہذیبوں سے واقف ہوتے۔ ذوالقرنین ایک خداترس اور رحمدل بادشاہ تھا راہ ہدایت پر بھی تھا؛ لہٰذا ان مقامی لوگوں نے ہمت پا کر بادشاہ کے سامنے اپنا مطالبہ رکھ دیا اس قوم کے بیان کے مطابق آبادی سے ذرا فاصلے پر ایک پہاڑی راستہ (درّہ) تھا۔ درّہ پار کے علاقے سے وقتاً فوقتاً کچھ لوگ آ کر ان کی آبادیوں پر حملہ کردیتے تھے۔ قرآن پاک (سورۃ الکھف) میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو بیان فرمایا ہے۔ تاہم بیان کے انداز سے یہ بات ثابت ہے کہ یاجوج ماجوج انسان ہی تھے اور نسل انسانی ہی کا کوئی حصہ ہے جو اس آبادی کے پاس پہاڑی سلسلہ کے اُس پار رہتا ہے کم ترقی یافتہ تھا اسی وجہ سے وقفے وقفے سے وہ اِدھر آجاتے تھے اور لوٹ مار کرکے واپس چلے جاتے تھے۔

02۔ یاجوج ماجوج غیر مہذّب اور فسادی لوگ ہیں

حضرت ذوالقرنین کے سامنے اس قوم نے یاجوج ماجوج کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ بیان بھی قابل توجہ ہے۔قرآن مجید میں پورا واقعہ یوں ارشاد ہوا ہے۔

قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ سَدًّا O (18-94)

''ان لوگوں نے کہا کہ ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد مچاتے رہتے ہیں بھلا ہم آپ کے لیے مالی وسائل (کا انتظام) کردیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار کھینچ دیں''

آیت سے واضح ہے کہ یاجوج ماجوج ایسے گروہ انسانی کا نام ہے جو مزاجاً فسادی ہے اور زمین میں لوٹ مار کرتے ہیں خلق خدا کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

03۔سدّ ذوالقرنین انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی کا شاہکار ہے

حضرت ذوالقرنین نے اس علاقے کے لوگوں کے مطالبے پر جو دیوار بنائی تھی اسے آج بھی انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی کا شاہکار کہا جاسکتا ہے۔حیرت ہے کہ اس زمانے میں ایک بادشاہ اپنے علاقے سے دور اس قدر ٹیکنالوجی کا استعمال کرسکتا ہے اور وہاں اس قدر INFRA STRUCTURE موجود تھا جس کی بنیاد پر ہر کام ممکن ہوسکا پھر اس تعمیراتی پراجیکٹ پر کتنا عرصہ صرف ہوا۔قرائن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس علاقے کے لوگ بھی تعمیراتی شعبے میں کافی آگے تھے گو ـــــــــ دو پہاڑیوں کے درمیان دیوار بنانے کا یہ پراجیکٹ جسے ایک 'میگا پراجیکٹ' ہی کہا جاسکتا ہے ان کے معاشی وسائل سے کہیں بڑا تھا۔

اس دیوار کی تفصیلات قرآن پاک نے ہی بتائی ہیں کہ حضرت ذوالقرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان لوہے کے تختوں سے دو دیواریں کھڑی کردی (آج کل دیوار کی شٹرنگ سے مشابہ) پھر تانبے کے ذخائر کہیں پاس تھے وہاں سے تانبہ لے کر اس کو پگھلایا گیا اور پگھلا ہوا تانبہ لوہے کی دیواروں کے درمیان (آج کل کے کنکریٹ کی طرح) ڈال دیا گیا۔نہ معلوم یہ دیوار کتنی لمبی کتنی اونچی اور کتنی چوڑی تھی بہرحال تانبے اور لوہے سے یہ دیوار بنادی گئی۔اس کے آثار آج بھی کہیں مل جائیں تو ـــــــــ یقیناً دنیا کا آٹھواں عجوبہ شمار ہوسکتی ہے۔

04۔یاجوج ماجوج نے ذوالقرنین کا مقابلہ نہیں کیا

سد ذوالقرنین کی تعمیر کا یہ کام غیر معمولی کام تھا بڑا پراجیکٹ تھا لہٰذا یقینی طور پر اس کی تکمیل میں کئی سال لگ گئے ہوں گے۔حیرت ہے کہ اس دوران یاجوج ماجوج نے کوئی مہماتی چڑھائی نہیں کی اور ذوالقرنین سے کسی قسم کی ٹکر لینے کا مرحلہ نہیں آیا۔

05۔یاجوج ماجوج بہت جنگجو اور سامان حرب وضرب کے مالک ہیں

مسلم شریف میں حضرت نواس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں یہ بیان ہوا

............فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ أَوْحَى اللّٰهُ إِلَى عِيسٰى إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي لَايَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ .... (صحیح مسلم)

''............وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ ؑ پر وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ کسی کو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں،......''

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ذوالقرنین کے وقت نہ سہی وقت کے گزرنے کے ساتھ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا زمانہ آنے تک وہ ایک ترقی یافتہ قوم بن گئے اور اپنے پاس سامان حرب وضرب کا ایسا ذخیرہ جمع کرلیا کہ اس زمانے کی سلطنتیں اُن کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی انہیں ختم کرسکتا ہے۔ یہ امکان غالب ہے کہ یہاں چونکہ یاجوج ماجوج کا ذکر قرب قیامت کی نشانی کے طور پر ہے لہٰذا ان کی یہ زبردست عسکری قوت آج بہت زیادہ ہوگئی ہو اور جب ان کے نکلنے کا زمانہ ہمارے سامنے آچکا ہے یہ کیفیت اس وقت کی تصویر ہو۔ واللہ اعلم

06۔یاجوج ماجوج اور ذوالقرنین

قرآن مجید میں یاجوج ماجوج کا تذکرہ دو جگہ پر آیا۔ ایک سورۃ الکہف میں اور دوسرے سورۃ الانبیاء (96,95-21) میں۔ سورۃ الکہف میں یاجوج ماجوج کا تذکرہ اس پس منظر میں آیا ہے کہ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ جب مکہ میں تھے تو ان سے کچھ سوالات کیے گئے جن کا وحی الٰہی کے ذریعے جواب نازل ہوگیا۔ انہیں میں سے ایک سوال یہ تھا کہ ذوالقرنین کون تھا؟۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال بنیادی طور پر بنی اسرائیل کی تاریخ سے متعلق تھے اور غالباً اُنہوں (بنی اسرائیل یعنی یہودی قبائل کے سرداروں) نے ہی قریش مکہ میں اپنے دوستوں کے ذریعے یہ PROXY QUESTIONS کروائے تھے اسی لئے قرآن مجید میں نازل شدہ جوابات کے باوجود میں بنی اسرائیل کے تینوں قبائل نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

ذوالقرنین ایران کا ایک نیک دل، خداترس اور ایماندار بادشاہ تھا تاریخ میں اسی بادشاہ کو کیخورس یا کیخسر و یا سائرس کے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ آج کی موجودہ بائبل کے عہد نامہ قدیم میں تاریخ کے باب میں اس کا تفصیل سے تذکرہ ہے۔ یہود.............ذوالقرنین

کے حوالے سے ان کے حالات زندگی اور مہّمات کی تفاصیل سے بھی واقف تھے۔ قرآن مجید نے اس بادشاہ کی تین مہمات کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک مہم کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ مدائن (جہاں ایران کے بادشاہوں کا پایۂ تخت تھا) کے شمال میں بحیرۂ اسود (BLACK SEA) اور بحیرۂ کیپسئن کے درمیان میں موجود پہاڑی سلسلہ میں سے ایک ہی راستہ شمالی علاقہ جات کو جاتا ہے۔ اس راستے پر مقامی آبادی کی اس شکایت پر کہ یاجوج ماجوج شمال سے آ کر لوٹ مار کرتے ہیں فساد مچاتے ہیں۔ حضرت ذوالقرنین نے ایک مضبوط دیوار بنادی یہ دیوار لوہے کے تختوں اور تانبے سے بنائی گئی تھی۔

حضرت ذوالقرنین نے جب یہ دیوار بنائی تو اپنے ربّ جلیل کا شکر ادا کیا اور اسے اس (ذات سبحانہٗ وتعالیٰ) کا فضل قرار دیا۔ نیز قرآن مجید کے بیان کے مطابق انہوں نے کہا کہ یہ دیوار قائم رہے گی یاجوج ماجوج اس کو عبور نہیں کرسکیں اور مشرقِ وسطیٰ کی متمدن دنیا پر مہم جوئی نہیں کرسکیں، ہاں ـــــــ قربِ قیامت میں (یعنی بہت دیر بعد) اللہ چاہے گا تو اس دیوار کو گرادے گا اور یاجوج ماجوج آزاد ہو کر یورپ اور مشرق وسطیٰ کی متمدن دنیا پر یلغار کردیں گے۔

07۔ یاجوج ماجوج اور بنی اسرائیل

موجودہ بائبل میں بھی ذوالقرنین کی تفاصیل ہیں تو اصلی تورات میں کتنی مزید تفاصیل ہوں گی یا بنی اسرائیل کتنی تفاصیل صرف اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں اس کو عام نہیں کرتے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کا تعلق ـــــــ نسل انسانی کے اس شریر عنصر (یاجوج ماجوج) سے بہت گہرا ہے بلکہ یہ بھی کچھ بعید نہیں ہے کہ ذوالقرنین جب اس 'دیوار' کی تعمیر کررہے تھے تو بنی اسرائیل کا ایک گروہ ان کے ساتھ ہو اس لئے کہ لوہے کو پگھلانا اور تانبے کو پگھلانا ـــــــ یہ دو خصوصی احسانات تھے اور خصوصی ٹیکنالوجی تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی اور بنی اسرائیل ہی ان انبیاء علیہم السلام کے وارث اور نام لیوا تھے۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ ذوالقرنین بادشاہ اگر خدا ترس تھا اللہ تعالیٰ اور آخرت کا ماننے والا تھا تو کیا کسی پیغمبر کی اُمت میں سے بھی تھا یا نہیں؟ اور اگر تھا تو کس نبی کا

اُمتی تھا؟ اس سوال کا کوئی واضح جواب تاریخ کے صفحات میں گم ہے۔

08۔ یاجوج ماجوج سے متعلق ایک اہم واقعہ کا ذکر فرمانِ رسالت ﷺ میں

حضرت ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کا داخلہ مشرقِ وسطیٰ کی متمدن دنیا کے لئے بند کر دیا تھا۔ یہ واقعہ اندازاً 400ق م کے لگ بھگ کا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے واقعہ (8ھ یا 629ء) کے زمانے میں یاجوج ماجوج سے متعلق ایک حقیقت کا ذکر فرمایا۔ یہ روایت کئی طرق سے آئی ہے ہم یہاں یکے از اُمہات المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی روایت درج کر رہے ہیں

عـن زینـب بنت جحش اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اسْتَیْقَظَ مِنْ نَوْمِهٖ وَ هُوَ یَقُوْلُ لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَیْلٌ لِلْـعَـرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْیَوْمَ مِنْ رَدْمِ یَأْجُوْجَ وَ مَأْجُوْجَ مِثْلَ هٰذِهٖ وَ عَقَدَ سُفْیَانُ بِیَدِهٖ عَشَرَ۔ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنُهْلِكُ وَ فِیْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ (مسلم)

''اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نیند سے اس حال میں بیدار ہوئے کہ آپ فرما رہے تھے لا الٰہ الا اللہ، خرابی ہے عرب کی اس آفت سے جو نزدیک ہے آج یاجوج اور ماجوج کی آڑ اتنی کھل گئی۔ اور (راویٔ حدیث) سفیان نے دس کا ہندسہ بنایا (یعنی انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے حلقہ بنایا) میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم اس حال میں بھی تباہ ہو جائیں گے جبکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! جب بُرائی زیادہ ہوگی۔''

اس روایت کے مطابق یاجوج ماجوج کا وہ راستہ جو 400ق م میں بند کر دیا گیا تھا ساتویں صدی کی تیسری دہائی میں اس میں سوراخ ہو گیا اور پھر تھوڑے عرصے بعد وہ راستہ بطورِ شارعِ عام دوبارہ کھل گیا۔ اہم سوال یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی اس موقع پر بظاہر پریشانی کی وجہ کیا تھی؟ اور اس واقعہ سے آنے والے دنوں یا صدیوں میں اسلام کو کیا خطرہ تھا؟

راقم کا گمان غالب ہے کہ اس موقع پر جب یہ راستہ کھل گیا تو بنی اسرائیل

(صہیونیت) کا کوئی وفد اس راستے سے گزر کر یا تو یاجوج ماجوج سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے یا صہیونیت کا کوئی وفد چین (منگولیا) کے حکمرانوں تک جا پہنچا ہے اور انہیں اپنے فلسطین سے نکلنے کے بعد اب مدینہ سے بھی نکلنے اور جزیرۃ العرب سے بھی نکالے جانے کے امکان کی صورت میں 'مدد' اور سرپرستی کی درخواست کی ہے۔

اس بات کا ایک قرینہ سب سے زیادہ اس طرف دلالت کرتا ہے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حکومت کمزور ہونے پر ان کے خلاف پہلی بیرونی غیر مسلم مہم جوئی اسی علاقے سے ہوئی۔ ہلاکو خان چنگیز خان کا بغداد پر حملہ اسی سلسلہ مہمات کا ایک حصہ تھا اور یہ بات ثابت ہے کہ بغداد پر ہلاکو خان چنگیز خان کے حملے کے پیچھے صہیونیت کا لازماً ہاتھ تھا۔

09۔ یاجوج ماجوج سے متعلق قرآن مجید کا ایک اور بیان

قرآن مجید میں یاجوج ماجوج کا دوسری بار تذکرہ سورۃ الانبیاء (21-96,95) میں ہے۔ یہ بیان عربی زبان کی بلاغت کا شاہکار ہے اور سمندر کو کوزے میں بند کرنے والی بات ہے۔ ایک طویل موضوع اور سلسلہ بحث کو دو سطروں میں سمو دیا گیا ہے ساری بحث کا حاصل مختصر عبارت میں بیان کر دیا گیا ہے۔ یہ سہل بیانی اور بلاغت کلامِ الٰہی کی ہی شان ہو سکتی ہے۔ ارشادِ بار تعالیٰ ہے

وَ حَرَامٌ عَلٰی قَرۡیَۃٍ اَهۡلَکۡنٰهَاۤ اَنَّهُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ O حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتۡ
یَاۡجُوۡجُ وَمَاۡجُوۡجُ وَهُمۡ مِّنۡ کُلِّ حَدَبٍ یَّنۡسِلُوۡنَ O (21-96,95)

''اور جس بستی والوں کو ہم نے ہلاک کر دیا محال ہے کہ (رجوع کریں) رجوع نہیں کریں گے یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے اُتر رہے ہوں''

کلامِ خداوندی کے اس اشارے کو عصر حاضر کے عبقری اور GENIUS انسان علامہ اقبال ہی نے سمجھا ہے اور یہ انہی کا امتیازی مقام ہے کہ وہ ایسا کہہ سکیں۔ پہلی جنگ عظیم 1914_1918 کے بعد بنی اسرائیل کو فلسطین میں آباد ہونے کے لئے اتحادیوں کی یلغار پر علامہ اقبال نے یاجوج ماجوج کے بلندیوں سے اُتر کر تیزی سے حملہ کرنے کی توجیہ فرمائی ہے۔

بنی اسرائیل 70ء میں رومی جرنیل کی یروشلم کی فتح کے موقع پر قتل بھی کیے گئے اور باقی

لوگ جلاوطن کر دیے گئے۔ پیغمبروں کے قتل کے مجرم بنی اسرائیل ہی تھے انہیں کا سب سے شریر عنصر ZOINS کہلاتے ہیں اور ان کا ناپاک مشن صہیونیت (ZIONISM) کہلاتا ہے۔ یہ لوگ قتل انبیاء علیہم السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار اور ان کو بزعم خویش سولی چڑھانے کے مجرم تھے۔ لہٰذا یہ قوم قرآن مجید کے نزدیک 70ء سے 1917ء تک ایک عذاب یافتہ قوم ہے اور 'مغضوبِ علیھم' قوم ہے اور یہ تصورِ قرآن مجید کے نزدیک اتنا بدیہی (PRIMARY) ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اور گویا ہر مسلمان ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس میں 'مغضوبِ علیھم' قوم یہود کے طریقے، طرزِ عمل، مذہب مسلک سے علیحدہ رہنے کی اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے اور یہ سبق زندگی بھر دہراتا رہتا ہے۔

1917ء میں پہلی جنگ عظیم کے آخری عرصے میں برطانیہ اور اس کے اتحادی جیت گئے جبکہ جرمنی اور اس کے اتحادیوں میں سلطنت عثمانی تھی ہار گئے تو جیتنے والوں نے ایک پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت سلطنت عثمانیہ کے ٹکڑے کر دیے اور یہودیوں کو بیت المقدس کے پاس زمین خریدنے اور آباد ہونے کی اجازت دے دی۔ حالانکہ اس جگہ آباد ہونے کا ان کا کوئی حق نہیں بنتا تھا ان کے جرم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے انہیں نکالا تھا پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر بیت اللہ کے ساتھ بیت المقدس بھی (شب معراج) مسلمانوں کی تولیّت میں دے دیا گیا جسے عملاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ مسعود میں حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے فتح کیا۔ اس موقع پر طے پانے والے معاہدے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود کو بھی بیت المقدس آنے جانے (VISIT VISA) کی اجازت تو دے دی مگر آباد نہیں ہو سکتے تھے مگر یہود اور اس کے زیر اثر لوگ کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس احسان کا تذکرہ تک نہیں کرتے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے

وَ حَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ O (95-21)

''اور جس بستی والوں کو ہم نے ہلاک کر دیا محال ہے کہ (رجوع کریں) رجوع نہیں کریں گے''

گویا جو قوم مغضوب علیہم ہو ——— عذاب یافتہ ہو وہ واپس کبھی اپنے علاقہ میں آ کر آباد نہیں ہو سکتی یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ ہاں اس میں ایک استثناء ہے وہ یہ کہ

حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ O (21-96)

''یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے اُتر رہے ہوں گے''

صہیونیت اور یاجوج ماجوج کے تعلقات کا رتو از منہ قدیم سے ہیں قربِ قیامت میں جب یہ یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں گے تو وہ بنی اسرائیل کو عذاب کی جگہ دوبارہ آباد کرا دیں گے۔

تاریخ کا یہ روشن باب ہے کہ اسرائیل کے قیام کے سلسلے میں تاج برطانیہ برطانوی حکومت اور عیسائیوں کے پروٹسٹنٹ فرقہ کے لوگوں نے بنیادی کردار ادا کیا ہے اور اس آیت کے مضمون پر عمل درآمد کا ذریعہ بنے ہیں۔

10۔ یاجوج ماجوج اور صہیونیت ایک ہی سکہ کے دو رُخ

قرآن مجید میں یاجوج ماجوج کے اس تذکرے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کو عذاب کے طور پر یروشلم سے نکالا پھر انہیں مدینے میں آباد کیا تا کہ توبہ کا ایک موقع میسر آجائے۔ اُنہوں نے حضرت محمد ﷺ کو بھی ستایا اس کے خلاف جنگیں کیں بدر، اُحد، خندق میں مکے والوں کو اندرونی تعاون (LOGISTIC SUPPORT) کے وعدوں پر بلایا جس سے حق کا تو کوئی نقصان نہ ہوا صرف ان یہود کا خبث باطن ظاہر ہو گیا کہ بظاہر وہ اس لئے یہاں آباد تھے کہ آخری پیغمبر کی تشریف آوری کے موقع پر ان پر ایمان لائیں گے مگر افسوس کہ وہ ایسا نہ کر سکے بلکہ ان کے طرزِ عمل سے یہ ثابت ہوا کہ وہ صہیونیت کے چوٹی کے ڈھیٹ لوگ تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح حضرت محمد ﷺ کا راستے روکنے اور ان کے خلاف منصوبے بنانے ہی آئے تھے تا کہ وہ اپنے خدا بیزار خدا ناشناس تہذیب اور طرزِ عمل کے منصوبوں کو جاری رکھ سکیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست فاش دی دوبارہ جلاوطن ہوئے ان کے دانت ایسے کھٹے ہوئے کہ تا قیامت وہ خود سامنے آکر کبھی جنگ نہیں کر سکیں گے۔

صہیونیت کو دنیا بھر میں جو اپنے ہم خیال میسر آئے تو یہی یاجوج ماجوج لوگ ہیں۔ ویسے اُنہوں نے اپنے مقصد کے لئے بہت سے گروہوں اور قوموں کو بھی استعمال کیا ہے۔

علامہ اقبال نے 1917ء میں یہودیوں کے یروشلم میں آبادکاری کے بالفور ڈیکلریشن کے موقع پر سلطنت عثمانیہ کے زیر قبضہ فلسطین پر اتحادی فوجوں کی بے تحاشہ اور بے رحمانہ یلغار پر فرمایا تھا

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرفِ یَنسِلُوْن

برطانوی استعمار اور روسی استعمار کے ناپاک اتحاد پر جس عبقری شخص نے سب سے پہلے یاجوج ماجوج ہونے کا ٹھپہ لگایا وہ علامہ اقبال ہی کی شخصیت تھی۔ قرآن پاک نے اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے جس سے ایک مغضوب علیہم قوم کی دوبارہ اپنی جگہ (عذاب کی جگہ) لوٹنے کے سلسلہ میں ایک استثنا موجود ہے کہ یاجوج ماجوج کے کھولے جانے کے موقع پر انہیں کے تعاون سے ہی ایسا ہوگا۔

یہ جملہ معترضہ ہی کہلائے گا کہ قرآن مجید کے نزدیک بنی اسرائیل (صہیونیت) کا یہ ایک جگہ اکٹھا کیا جانا ـــــــــ کوئی نیک فال نہیں ہے اور اس میں کوئی مثبت پہلو نہیں ہے بلکہ اس قوم پر ان کے جرائم کی نسبت سے عذاب کی شدت میں کوئی کمی رہ گئی تھی جو اب دو ہزار سال بعد پوری کردی جائے گی اور اسرائیل کی اس ناپاک ریاست کو اس کے جملہ سرپرستوں (یاجوج ماجوج) سمیت نیست و نابود کردیا جائے گا۔

11۔ یاجوج ماجوج کی بے پناہ جنگی صلاحیت اور ترقی ......ایک عظیم جنگ کا پیش خیمہ ہے

صہیونیت ـــــــــ یاجوج ماجوج کے جلو میں ایک ایسے راستے پر گامزن ہیں جو خالق کائنات کی منشا کے خلاف ہے اور اُس کو ناپسند ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ (13-17)

''اور جو (نظریہ یا خیال) لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھیرا رہتا ہے''

اور جو نظریہ، خیال، فلسفہ، طرزِ عمل، طرزِ زندگی طرزِ حکومت انسان دشمن اور اخلاق دشمن ہوتا ہے وہ کچھ عرصے خوب چمکتا ہے مگر بالآخر ختم ہوجاتا ہے اور ماضی کے دھندلکوں میں گم ہوجاتا ہے۔

لہٰذا ــــــــ صہیونیت کے کارپردازوں کا یہ اسرائیل کی شکل میں اجتماع اور ننگ انسانیت کاروائیاں دراصل ملک اسرائیل اور یاجوج ماجوج دونوں کے لئے ہی ایک شکنجہ (TRAP) ہے جس میں ان کو اکٹھا کر کے بالآخر اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عذاب نازل فرمادے گا۔ اس موقع پر ایک جنگ یقینی ہے۔ یاجوج ماجوج اور صہیونیت کے پاس بے پناہ جدید جنگی اسلحہ، ٹیکنالوجی اور وسائل ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں (اور حقیقت ہے) کہ سامنے کی موجود دنیا میں کوئی زمینی طاقت ان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی۔ یقیناً ــــــــ زمینی طاقت کوئی ایسی نہیں ہے مگر ــــــــ ایک طاقت اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہ ایسا کرسکتی ہے۔ ایمان کی بنیاد پر لڑنے والے لوگ قلیل تعداد کے باوجود بارہا بڑے بڑے لشکروں پر غالب آ گئے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے)۔ یہ بات یہود کی اپنی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں یروشلم کی فتح اسی کی واضح مثال تھی جو قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے اور اب بھی متوقع بڑی جنگ جسے بائبل میں ARMAGADON احادیث میں الملحة الکبریٰ یا الملحمة العظمیٰ اور قرآن پاک میں باسًا شدیدًا کہا گیا ہے اور عرف عام آج کل کی علمی دنیا میں تیسری جنگ عظیم کہا جا رہا ہے۔ ایسی جنگ ہوگی جس میں ایک طرف اہل حق ہوں گے اور دوسری طرف صہیونیت، یاجوج ماجوج اور ان کے ہم خیال وزیر اثر گروپس۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے یہ نکلے گا کہ حق غالب ہو جائے گا اور باطل کا بھیجا نکال دیا جائے گا اہل باطل سب کے سب فنا ہو جائیں گے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی ایک سنت کا اس طرح بیان ہوا ہے:

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ (21-18)

''بلکہ ہم حق کو باطل پر کھینچ مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے''

12۔ یاجوج ماجوج............ آسمانی بادشاہت کا مقابلہ کریں گے

آج سے چودہ صدیاں قبل اُس دور کی اصطلاحات اور عوامی ذہن کے مطابق محاورے اور الفاظ میں گفتگو کرتے ہوئے حضرت محمد خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج اپنی مادی ترقی عسکری برتری، اسلحہ کی طاقت اور ٹیکنالوجی پر اتنے مغرور ہوں گے کہ وہ 'سٹار وارز' کی صلاحیت رکھتے ہوں گے اور 'آسمانی بادشاہ' اللہ تعالیٰ سے بھی آمادہ جنگ ہو جائیں گے۔ ایک

روایت میں ہے کہ

ثم یسیرون حتی ینتھوا الی جبل الخَمَر و ھو جبل بیت المقدس فیقولون لقد قتَلْنا مَنْ فی الارض ھَلُمَّ فلنقتل مَنْ فی السماء فیرمون بِنُشَّابِھِمْ الی السماء فیَرُدُّ اللّٰہُ علیھم نُشَّابَھُمْ مَخْضوبۃ دما (مسلم)

''پھر چلیں گے یہاں تک کہ اس پہاڑ تک پہنچیں گے جہاں درختوں کی کثرت ہے یعنی بیت المقدس کا پہاڑ تو وہ کہیں گے کہ البتہ ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے، اب آ ؤ آسمان والوں کو قتل کریں تو اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان تیروں کو خون میں بھر کر لوٹا دے گا (وہ یہ سمجھیں گے کہ آسمان کے لوگ بھی مارے گئے)''

قارئین ـــــــ مختصراً یہ چند باتیں یاجوج ماجوج سے متعلق سمجھ لی جائیں تو آج کے عالمی منظر نامے (SCENARIO) میں یاجوج ماجوج کو پہچاننا کوئی مشکل کام نہیں ہے ذرا سی عقل عام (COMMON SENSE) رکھنے والا بھی اُسی نتیجے پر پہنچے گا جس نتیجے پر بڑے بڑے ریسرچ پیپر لکھ کر اہل علم اور دانا لوگ بمشکل پہنچیں گے کہ یہ یاجوج ماجوج ـــــ آج کی مقتدر طاقتوں کے علاوہ کوئی اور بلا نہیں ہے۔

یاجوج ماجوج سے متعلق ایک فرمان رسالت ﷺ

عن النَّوَّاس بن سَمْعَان قَالَ ذَکَرَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاۃٍ فَخَفَّضَ فِیہِ وَ رَفَّعَ حَتّٰی ظَنَنَّاہُ فِی طَائِفَۃِ النَّخلِ فَلَمَّا رُحنَا إِلَیہِ عَرَفَ ذٰلِکَ فِینَا فَقَالَ مَا شَأْنُکُمْ قُلنَا یَا رَسُولَ اللّٰہِ ذَکَرتَ الدَّجَّالَ غَدَاۃً فَخَفَّضتَ فِیہِ وَ رَفَّعتَ حَتّٰی ظَنَنَّاہُ فِی طَائِفَۃِ النَّخلِ فَقَالَ غَیرُ الدَّجَّالِ أَخوَفُنِی عَلَیکُم إِنْ یَخرُجْ وَأَنَا فِیکُم فَأَنَا حَجِیجُہُ دُونَکُمْ وَ إِنْ یَخرُجْ وَلَستُ فِیکُمْ فَامرُؤٌ حَجِیجُ نَفسِہِ وَ اللّٰہُ خَلِیفَتِی عَلٰی کُلِّ مُسلِمٍ إِنَّہُ شَابٌّ قَطَطٌ عَینُہُ طَافِئَۃٌ کَأَنِّی أُشَبِّھُہُ بِعَبدِ العُزّٰی بنِ قَطَنٍ فَمَنْ أَدرَکَہُ مِنکُمْ فَلْیَقرَأْ عَلَیہِ فَوَاتِحَ سُورَۃِ الکَھفِ إِنَّہُ خَارِجٌ خَلَّۃً بَینَ الشَّأْمِ وَ العِرَاقِ فَعَاثَ یَمِینًا وَعَاثَ

شِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَ مَا لَبْثُهُ فِى الْأَرْضِ قَالَ
أَرْبَعُونَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَ يَوْمٌ كَشَهْرٍ وَ يَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَ سَائِرُ أَيَّامِهِ
كَأَيَّامِكُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِى كَسَنَةٍ أَتَكْفِينَا فِيهِ
صَلَاةُ يَوْمٍ قَالَ لَا اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِى
الْأَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ فَيَأْتِى عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ
فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَ يَسْتَجِيبُونَ لَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَ الْأَرْضَ فَتُنْبِتُ
فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَأَمَدَّهُ
خَوَاصِرَ ثُمَّ يَأْتِى الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ
فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَىْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَ يَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ
فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِى كُنُوزَكِ فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ ثُمَّ
يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ
الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ
بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِىَّ دِمَشْقَ
بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ
وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ
إِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِى حَيْثُ يَنْتَهِى طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ
لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ
عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِى الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ
أَوْحَى اللّٰهُ إِلَى عِيسَى إِنِّى قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِى لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ
بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِى إِلَى الطُّورِ وَ يَبْعَثُ اللّٰهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ
مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ
مَا فِيهَا وَ يَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهِ مَرَّةً مَاءٌ............
وَيُحْصَرُ نَبِىُّ اللّٰهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ

خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّي بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَ يَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَ اللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَ اللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَ يَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ (مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال)

''حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صبح کو دجال کا ذکر کیا تو کبھی اس کو گھٹایا اور کبھی بڑھایا (یعنی کبھی اس کی تحقیر کی اور کبھی اس کے فتنہ کو بڑا کہا یا کبھی بلند آواز سے گفتگو کی اور کبھی پست آواز سے)، یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ دجال کھجور کے درختوں کے جھنڈ میں ہے۔ پھر جب شام کے وقت ہم آپ ﷺ کے پاس گئے تو آپ نے ہمارے چہروں پر اس کا اثر معلوم کیا (یعنی ڈر اور خوف)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ نے دجال کا ذکر کیا اور اس کو گھٹایا اور بڑھایا، یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوگیا کہ دجال ان کھجور کے درختوں میں موجود ہے (یعنی اس کا آنا بہت قریب ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دجال کے سوا اور باتوں کا تم پر خوف

زیادہ ہے (یعنی فتنوں کا اور آپس کی لڑائیوں کا)، اگر دجال نکلا اور میں تم لوگوں میں موجود ہوا تو تم سے پہلے میں اس کا مقابل ہوں گا (اس سے لڑائی کروں گا) اور تمہیں اس کے شر سے بچاؤں گا اور اگر وہ نکلا اور میں تم لوگوں میں موجود نہ ہوا تو ہر مردِ (مسلمان) اپنی طرف سے اس سے مقابلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ اور نگہبان ہوگا۔ البتہ دجال تو جوان، گھونگھریالے بالوں والا ہے، اس کی آنکھ ابھری ہوئی ہے گویا کہ میں اس کی مشابہت عبدالعزیٰ بن قطن کے ساتھ دیتا ہوں۔ پس تم میں سے جو شخص دجال کو پائے، اس کو چاہئے کہ سورۂ کہف کی شروع کی آیتیں اس پر پڑھے۔ یقیناً وہ شام اور عراق کے درمیان کی راہ سے نکلے گا تو اپنے دائیں اور بائیں ہاتھ فساد پھیلائے گا۔ اے اللہ کے بندو! ایمان پر قائم رہنا۔ صحابہ ؓ بولے کہ یارسول اللہ! وہ زمین پر کتنی مدت رہے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چالیس دن تک، ان میں سے ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا، ایک دن ایک مہینے کے برابر، ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی دن جیسے یہ تمہارے دن ہیں (تو ہمارے دنوں کے حساب سے دجال ایک برس دو مہینے اور چودہ دن تک رہے گا)۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! جو دن سال بھر کے برابر ہوگا، اس دن ہمیں ایک ہی دن کی نمازیں کفایت کریں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، تم اس دن میں اندازہ لگا لینا۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس کی چال زمین میں کیسی ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس بادل کی طرح جس کو ہوا پیچھے سے اڑاتی ہے۔ پس وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور ان کو دعوت دے گا، وہ اس پر ایمان لائیں گے اور اس کی بات مانیں گے۔ پس وہ آسمان کو حکم کرے گا تو وہ پانی برسائے گا اور زمین کو حکم کرے گا تو وہ گھاس اور اناج اگا دے گی۔ شام کو ان کے جانور آئیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے زیادہ لمبے ہوں گے، تھن کشادہ ہوں گے اور کوکھیں تنی ہوئی (یعنی خوب موٹی ہو کر)۔ پھر دجال دوسری قوم کے پاس آئے گا ان کو بھی دعوت دے گا، لیکن وہ اس کی بات کو نہ مانیں گے۔ تو ان کی طرف سے ہٹ جائے گا اور

ان پر قحط سالی اور خشکی ہو گی ان کے ہاتھوں میں ان کے مالوں سے کچھ نہ رہے گا۔ اور دجال ویران زمین پر نکلے گا تو اس سے کہے گا کہ اے زمین! اپنے خزانے نکال، تو وہاں کے مال اور خزانے نکل کر اس کے پاس ایسے جمع ہو جائیں گے جیسے شہد کی مکھیاں سردار مکھی کے گرد ہجوم کرتی ہیں۔ پھر دجال ایک جوان مرد کو بلائے گا اور اس کو تلوار مار کر دو ٹکڑے کر ڈالے گا جیسے نشانہ دو ٹوک ہو جاتا ہے، پھر اس کو زندہ کر کے پکارے گا، پس وہ جوان دمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ہنستا ہوا سامنے آئے گا۔ دجال اسی حال میں ہو گا کہ اچانک اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کو بھیجے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے شہر میں مشرق کی طرف سفید مینار کے پاس اتریں گے، وہ زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور جب اپنا سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح بوندیں بہیں گی۔ جس کافر تک عیسیٰ علیہ السلام کے دَم کی خوشبو پہنچے گی، وہ مر جائے گا اور ان کے دَم کا اثر وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نظر پہنچے گی۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اس کو باب لُد (نامی پہاڑ جو کہ شام میں ہے) پر موجود پا کر اس کو قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے شر سے بچایا ہو گا۔ پس وہ شفقت سے ان کے چہروں کو سہلائیں گے اور ان کو ان درجوں کی خبر دیں گے جو جنت میں ان کے رکھے ہیں۔ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ کسی کو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں، تم میرے مسلمان بندوں کو طُور (پہاڑ) کی طرف پناہ میں لے جاؤ اور اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر ایک اونچان سے نکل پڑیں گے۔ ان کے پہلے لوگ طبرستان کے دریا پر گزریں گے اور اس کا سارا پانی پی لیں گے۔ پھر ان میں سے پچھلے لوگ جب وہاں آئیں گے تو کہیں گے کہ کبھی اس دریا میں پانی بھی تھا۔............اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب محصور رہیں

گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک بیل کا سرتمہاری آج کی سو اشرفی سے افضل ہو گا (یعنی کھانے کی نہایت تنگی ہو گی)۔ پھر اللہ کے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے، پس اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کے لوگوں پر عذاب بھیجے گا تو ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہو گا تو صبح تک سب مر جائیں گے جیسے ایک آدمی مرتا ہے۔ پھر اللہ کے رسول عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت برابر جگہ ان کی سڑاند اور گندگی سے خالی نہ پائیں گے (یعنی تمام زمین پر ان کی سڑی ہوئی لاشیں پڑی ہوں گی) پھر اللہ کے رسول عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بڑے اونٹوں کی گردن کے برابر پرندے بھیجے گا، وہ ان کو اٹھالے جائیں گے اور وہاں پھینک دیں گے جہاں اللہ کا حکم ہو گا، پھر اللہ تعالیٰ ایسا پانی برسائے گا کہ پھر زمین کو حکم ہو گا کہ اپنے پھل جما اور اپنی برکت کو پھیر دے اور اس دن ایک انار کو ایک گروہ کھائے گا اور اس کے چھلکے کو بنگلہ سا بنا کر اس کے سایہ میں بیٹھیں گے اور دودھ میں برکت ہو گی، یہاں تک کہ دودھ والی اونٹنی آدمیوں کے بڑے گروہ کو کفایت کرے گی اور دودھ والی گائے ایک برادری کے لوگوں کو کفایت کرے گی اور دودھ والی بکری ایک پورے خاندان کو کفایت کرے گی۔ پس لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ یکا یک اللہ تعالیٰ ایک پاک ہوا بھیجے گا، وہ ان کی بغلوں کے نیچے لگے گی اور اثر کر جائے گی تو ہر مومن اور مسلم کی روح کو قبض کرے گی اور بُرے بدذات لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح سرِعام عورتوں سے جماع کریں گے اور ان پر قیامت قائم ہو گی۔

تبصرہ وتعارفِ کتب

1 الفقہ فی السند

فقہاءِ سندھ اور ان کی فقہی خدمات

تصنیف مولانا اللہ بخش ایاز ملکانوی

مؤلف کتاب جامعہ سراج العلوم عیدگاہ لودھراں کے صدر مدرس ہیں اور انہوں نے یہ کتاب حضرت علامہ محمد یوسف بنوری صاحب رحمہ اللہ کے زیرِنگرانی جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں تخصّص فی الحدیث کے دوران بطور مقالہ تحریر کی تھی۔ اس کتاب میں مولف نے فقہ کی مختصر تاریخ اور فقہ حنفی کی تدوین اور سندھ کے علاقہ میں فقہی و علمی خدمات سرانجام دینے والے فقہاء کرام کا تعارف، ان کے مشاغل، تلامذہ اور فقہی تالیفات اور سندھ کے مسلم فرمانرواؤں کے ادوار کے حوالے سے خاصا مواد جمع کیا ہے۔ بہتر ہوتا اگر یہ مواد زمانی اعتبار سے یا مختلف ابواب میں ترتیب دیا جاتا تاکہ قاری کو سہولت ہوتی۔ عمدہ کاغذ، عمدہ جلد اور 314 صفحات پر مشتمل یہ کتاب القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہؓ، خالق آباد نوشہرہ سے منگوائی جاسکتی ہے۔

قلم و کتاب نمبر

ماہنامہ القاسم کی خصوصی اشاعت 17

زیرِتبصرہ کتاب ''قلم و کتاب نمبر'' ماہنامہ القاسم نوشہرہ (نومبر 2011ء) کی 17ویں خصوصی اشاعت ہے۔ اس میں مولانا سمیع الحق کی کتابوں کا تعارف کروایا گیا ہے۔ اکیڈمی کی کتابوں میں کشکول معرفت، سراغ زندگی، والد کا پیغام، تذکرہ سوانح خواجہ خان محمد، مرد قلندر تذکرہ وسوانح مولانا عبداللہ درخواستی شامل ہیں جن پر بہت جامع تبصرے لکھے گئے ہیں۔ ان تبصروں کے علاوہ اس نمبر میں لفظ 'قلندر' کی تشریح اور صفات پر پانچ مضامین شامل ہیں۔ آخر میں تعارف و تبصرہ کتب کے عنوان سے مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ نے تقریباً 37 کتابوں پر تبصرہ فرمایا ہے۔ صفحہ 182 پر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی تاریخ وفات 1910ء درج ہوگئی ہے جو غالباً 2010ء ہے۔ یہ خوبصورت اشاعت القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

فِیْ مَدْحِ النَّبِیِّ ﷺ

وَ اَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ
وَ اَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَیْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

سَیِّدُنَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِت رضی اللہ عنہ

آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا
اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی عورت نے نہیں جنا
آپ ﷺ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں
گویا آپ اسی طرح پیدا ہوئے ہیں جیسے آپ نے چاہا

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلو علیہ و آلہٖ

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا
مادعا للّٰہ الداع
ایھا المبعوث فینا
جئت بالامر المطاع
مرحبا یا خیر داع